علمی ادبی اقتصادی تاریخی سیاسی اردو عربی

ماہنامہ

قائد مراد آباد

قائد التحریر

سید محمد میاں

فی پرچہ ۳ر

نمونہ مفت

ترسیل زر کا پتہ

(مولانا حکیم) انظار احمد فیل خانہ مراد آباد

برقی پریس ساڈھے کمپنی مراد آباد

مدیر مسئول

[illegible] اختر اسلام

[illegible] ۱۲ر

قواعد و ضوابط رسالہ

(۱) رسالہ کا نیا سال محرم سے شروع ہوتا ہے۔ اور قمری ماہ کی ۷ تاریخ تک رسالہ تیار ہو جاتا ہے۔ ۱۰ کو ڈاکخانہ میں پہنچا دیا جاتا ہے۔

(۲) اندرون ہند قمری ماہ کی ۱۵ تک رسالہ نہ پہنچے یا غلطی سے قسم اول کی بجائے قسم دوم پہنچ جائے۔ تو فوراً مطلع فرمایا جائے۔

(۳) قمری ماہ کی ۲۵ تاریخ کے بعد رسالہ نہ پہنچنے کی شکایت ہوگی تو رسالہ قیمت سے بھیجا جائے گا۔

(۴) پتہ صاف اور خوشخط تحریر فرمایا جائے۔ اگر انگریزی کے پتے کی ضرورت ہو تو اس سے بھی مطلع فرمایا جائے۔

(۵) خط و کتابت کے وقت نمبر خریداری کا حوالہ ضروری ہے۔

(۶) جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ ورنہ دفتر جواب کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔

(۷) مہذب اشتہارات شائع کئے جا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ اجرت پیشگی ادا فرمائی جائے۔

(۸) مہذب اور مستند مضامین شائع کئے جا سکتے ہیں۔ مسلک کے مخالف مضامین پر سنجیدہ تبصرہ بھی کیا جائیگا۔

(۹) چندہ سالانہ بذریعہ منی آرڈر آنا چاہیئے

(۱۰) ترسیل زر بنام مولانا حکیم انتظار احمد صاحب مدیر انتظامی رسالہ قائد۔ مراد آباد ہونا چاہیئے۔

(۱۱) ایجنسی کی شرائط خط و کتابت سے طے کی جائیں۔

شرح چندہ

اندرون ملک		بیرون ملک
سالانہ	ششماہی	
عمدہ کاغذ ۱۲/	عہ	عمدہ کاغذ ۴ شلنگ
معمولی کاغذ عہ	۱۲/	معمولی کاغذ ۳ شلنگ

اجرت اشتہارات

	ایک صفحہ	۱/۲ صفحہ	۱/۴ صفحہ
ایک مرتبہ	۸لے	صہ	۱۲/
ایک سال یعنی ۱۲ مرتبہ	معہ	للعہ	صعنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ممالک غیر سے

سالانہ

عمدہ کاغذ

چار (۴) شلنگ

معمولی کاغذ ۳ شلنگ

شرح چندہ

سالانہ عمدہ کاغذ عـہ/

ششماہی عہ

سالانہ معمولی کاغذ عہ

ششماہی ۲؍

★

ماہنامہ قائد مرادآباد

(ترسیل زر کا پتہ)

مولانا حکیم انتظار احمد صاحب مدیر انتظامی محلہ فیلخانہ مرادآباد

نمبر ۷ بابت ماہ شعبان المعظم ۱۳۵۷ھ جلد ۱

فہرست مضامین

شکریہ

جمادی الثانی کے قائد میں ادارہ کی طرف سے ایک اپیل بعنوان "تین پیسے اور تھوڑا سا وقت" شائع کی گئی تھی۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ادارہ کی یہ اپیل رائیگاں نہیں گئی بلکہ اس پر خاطر خواہ لبیک کہا گیا۔ لہٰذا ادارہ قائد اپنا اخلاقی فریضہ سمجھتا ہے کہ ان حضرات کی خدمت میں ہدیہ تشکر و امتنان پیش کرے جنہوں نے ہماری معاونت فرمائی اور امید وابستہ رکھتا ہے کہ حضرات معاونین ادارہ کو آئندہ بھی اپنی توجہات سے نوازتے رہیں گے اور ادارہ کو آئندہ بھی شکریہ کا موقعہ دیتے رہیں گے۔ بیجا نہ ہوگا کہ ذیل میں ہم ان حضرات کے اسمائے گرامی بھی پیش کر دیں جن حضرات نے ہماری اپیل کو شرف قبولیت بخشا اور چندے ارسال فرمائے۔

۱۔ حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب شیخ الادب والفقہ دار العلوم دیوبند
۲۔ حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب شیخ الحدیث مفتاح العلوم مئو
۳۔ حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سہسرامی جامعہ معینیہ اجمیر شریف
۴۔ جناب مولانا محمد اصلح صاحب مدیر اخبار الجمعیۃ دہلی۔
۵۔ جناب مولانا کفیل احمد صاحب بجنور۔
۶۔ جناب مولانا حکیم قاضی قمر احمد صاحب منڈاور ضلع بجنور
۷۔ جناب مولانا قاری اصغر علی صاحب مدرس دار العلوم دیوبند
۸۔ جناب مولانا رفیق احمد صاحب مہتمم مدرسہ اصغریہ۔ ڈھاکہ بنگال
۹۔ جناب مولانا عبد الرحمٰن صاحب مبارکپوری۔ اعظم گڈھ
۱۰۔ جناب مولانا محمد عثمان صاحب مبارکپوری۔ احمد آباد
۱۱۔ جناب قاضی سید ظفر احسن صاحب ہاپوڑ ضلع میرٹھ۔
۱۲۔ جناب مولانا سید محمد علی صاحب دیوبندی مہتمم مدرسہ اصلاحیہ ضلع میرٹھ
۱۳۔ جناب مولانا عبد الحکیم صاحب انصاری۔ مئو اعظم گڈھ۔
۱۴۔ جناب زبیر احمد صاحب فارسٹ گارڈ۔ بلوا۔ ضلع ایٹہ۔
۱۵۔ جناب حافظ محمد ابراہیم صاحب طیش۔ لائلپوری۔ جا ڈابھیل
۱۶۔ جناب عبد الحفیظ صاحب شاہ گنج۔ الہ آباد
۱۷۔ جناب عبد الحمید صاحب فاروقی۔ بمبئی
۱۸۔ جناب مولوی حافظ قدرت اللہ صاحب۔ دار جلنگ
۱۹۔ جناب مولوی محمد طیب صاحب نگر ادماری پلامو
۲۰۔ جناب مولانا شمس الدین صاحب دار العلوم دیوبند
۲۱۔ جناب احمد شاہ خان صاحب منصرم جمی فرخ آباد
۲۲۔ جناب مولانا ابو احمد رضا کریم صاحب متعلم دار العلوم دیوبند

سفر مصر کے وقت حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدنی کا پیغام

حضرت مولانا عبد الحق صاحب مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد۔ علوبہ پاشا صدر فلسطین کانفرنس مصر کی دعوت پر نیز جمعیۃ علماء ہند کے نمایندہ کی حیثیت سے مصر تشریف لے گئے ہیں۔ آپ نے روانگی سے چند گھنٹہ قبل ایک جلسہ میں تقریر فرماتے ہوئے ایک بصیرت افروز پیغام مسلمانان ہند کو دیا ہے:۔

فلسطین کو اس لئے غلام بنایا جا رہا ہے کہ ہندوستان کا راستہ محفوظ رہے۔ فلسطین کمل طور سے جب ہی آزاد ہو سکتا ہے کہ ہندوستان آزاد ہو۔ مسلمانان ہند اگر واقعی فلسطین کے ساتھ ہمدردی کرنا چاہتے ہیں تو ہندوستان کو آزاد کرائیں۔ مجلس تحفظ فلسطین کی امداد کرنا ہر ہندوستانی مسلمان کا فرض ہے۔ ہندوستان میں اسلام کا تحفظ عمل سے ہو سکتا ہے جیخ پکار اور شکوہ شکایت سے نہیں۔ علماء اور قوت کا نام تنظیم ہے۔ کاغذی معاہدوں سے تحفظ نہیں ہوا کرتا۔ عربی مدارس ہماری تہذیب اور اسلامی عادات کے محافظ ہیں نیز جمعیۃ علماء ہند اور مجلس احرار اسلام کی زیر قیادت اپنی تنظیم کرنی ہے۔ (نامہ نگار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسلمانان ہند کے مستقبل پر ایک نظر

ہندوستان میں برتری اسلام کے لئے ایک لمحہ فکریہ

ملاحظہ فرمائیے۔ غور کیجئے اور ایک اہم تجویز کا انتظار فرمائیے

اسلام کا تاریخی معجزہ

سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ، واقعی محی الدین تھے۔ یعنی دین کو زندہ کرنے والے۔ مگر کسی کو کیا معلوم تھا کہ اُن کی وفات کے ساتھ ساتھ سلطنت مغلیہ کا انحطاط شروع ہو جائے گا۔ اور آئینی طور پر شوکت اسلام زوال کی طرف رخ کرے گی۔

قرین قیاس تھا کہ سلطنت مسلم کے زوال اور سقوط پر ہندوستان میں مسلمان اور اسلام کا نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔ جس طرح اندلس۔ ہنگری۔ آسٹریا۔ بلگیریا۔ سسلی وغیرہ وغیرہ میں اسلامی سلطنت کے ساتھ ایک عرصہ تک عروج مسلم کا ستارہ چمکا۔ اور سلطنت کے اختتام کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ تعداد مسلم اور مسلمانوں کے اخلاق و اعمال کی جو صورت اِن ممالک میں تھی، وہی نسبت ہندوستان میں بھی تھی۔ اور مسٹر مینگلس نے تو ۱۸۵۸ء میں لندن کے دارالعوام میں تقریر کرتے ہوئے یہ کہہ بھی دیا تھا کہ

"خداوند تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھلایا ہے کہ سلطنت ہندوستان انگلستان کے زیر نگیں ہے۔ تاکہ عیسیٰ مسیح کی فتح کا جھنڈا ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک لہرائے۔ ہر شخص کو اپنی تمام تر قوت تمام ہندوستان کو عیسائی بنانے کے عظیم الشان کام کی تکمیل میں صرف کر دینی چاہئے۔ اور اس میں کسی طرح تساہل نہ کرنا چاہئے۔" (حکومت خود اختیاری صہ ۹۶)

مگر انسان کی مرضی پر خدا کی مرضی ہمیشہ غالب رہی ہے۔ "اس کے ارادوں اور منصوبوں کی

مضبوط اور مستحکم قلعہ بندی کو بارہا تقدیر کے پوشیدہ دست قدرت نے برباد کر دیا ہے۔ اُس قادر ذوالجلال کی مرضی یہ تھی کہ ہر ایک قسم کی مخالفانہ اور معاندانہ سرگرمیوں کے ساتھ سرزمین ہند میں اسلام کا تارا چمکے۔ اُس کا کوکب اقبال عروج اور ترقی کے ساتھ درخشاں ہو۔

چنانچہ ایک طرف تو سلطان عالمگیر رحمۃ اللہ کی وفات کے بعد فوراً ہی سلطنت مغلیہ کے اُفق پر ادبار اور زوال کی کالی کالی گھٹائیں نمودار ہوئیں۔ اور دوسری جانب اُس نے سیدنا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی مقدس ذات کو مجدد ملت۔ محی الدین۔ اور قطب ارشاد کی قوت مرحمت فرمائی۔ جس نے اپنے انفاس قدسیہ کی برکت سے خاص دارالسلطنت دہلی میں اشاعت علم اور تبلیغ دین کا وہ سلسلہ قائم کیا جس کے ہر ایک ریشہ، اور ہر ایک پتی اور پنکھڑی میں کارکنان قضا و قدر نے اصلہا ثابت و فرعہا فی السماء کی پر اسرار قوت مخفی کر دی تھی (اس عجیب و غریب تاریخ کی تفصیل تو ناظرین کرام رسالہ "علماء ہند کی شاندار ماضی" میں ملاحظہ فرمائیں گے جو عنقریب شائع ہوگا (انشاء اللہ) اس وقت تو مختصر طور پر یہ عرض ہے کہ حضرت شاہ صاحب موصوف (قدس اللہ سرہ العزیز) اور پھر آپ کے صاحبزادگان اور اہل خاندان نے کئی پشت تک ہر قسم کی جانفشانی اور جفاکشی، ایثار اور خلوص کے ساتھ دین متین کی وہ خدمت انجام دی جو آیۃ کریمہ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون کی آئینہ دار بن کر دین الٰہی کی تاریخ میں اسلام کا ایک معجزہ قرار دی گئی

لیکن سلطان عالمگیرؒ کی وفات سے تقریباً ایک سو باون (۱۵۲) سال بعد جب (۱۸۵۷ء) سلطنت مغلیہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا تو اس خاندانِ عالی کے پس ماندہ بزرگ یعنی حضرت شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے ہندوستان سے ہجرت فرما کر اس خاندان کے فیوض سے ہندوستان کو محروم کر دیا۔ تو موقعہ تھا کہ مسٹر میٹگلس کی مذکورۂ بالا تمنا پوری ہو۔ مگر خداوند عالم نے شاہ عبدالغنی صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کے رشید ترین تلامذہ یعنی حضرت حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم صاحب بانی دارالعلوم دیوبند اور حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہما العزیز۔ مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری بانی مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے ذریعے سے دارالعلوم دیوبند۔ مظاہر العلوم سہارنپور۔ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد جیسے مرکزی مدارس قائم کرا کر

آزاد عربی مدارس کے قیام کا طریقہ ہندوستان میں جاری کردیا۔

جس زمانہ میں یہ مدارس قائم کئے جارہے تھے اُس وقت وہ آزاد خیال روشن دماغ حضرات جو ترقی مسلم کا پروگرام یورپ پرستی اور انگریز غلامی قرار دے رہے تھے۔ چراغ پا تھے۔ کہ وہ تہذیب وہ پرانی وضع۔ وہ دقیانوسی رنگ مسلمانوں میں رائج کیا جارہا ہے جو زمانہ کے سراسر مخالف ہے گویا مسلمانوں کے ہاتھ میں تباہی کی دستاویز دی جارہی ہے اور اُنکی بربادی کو قریب سے قریب تر کیا جارہا ہے۔ ترقی مسلم اس میں ہے کہ مسلمان ترقی یافتہ قوم یعنی انگریز کی وضع قطع اختیار کریں۔ اُنکی تہذیب اپنے ہاں رائج کریں۔ اُن سے تعلق اور اختلاط پیدا کریں۔ اُن کے ہم نوالہ ہم پیالہ ہوں وغیرہ وغیرہ۔

بیشک اس زمانہ میں حقیقت مشتبہ تھی۔ مسلمانوں کو علم نہیں تھا کہ مستقبل کا فائدہ کس میں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان حضرات کی آواز اگرچہ رد نہ ہوسکی مگر اس نے وہ مقبولیت بھی نہ حاصل کی، جو دوسری آواز کو حاصل ہوئی۔

لیکن آج ستر سال بعد دنیا کے سامنے ایک حقیقت کا نمایاں طور پر انکشاف ہوگیا۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اگر یہ آزاد مدارس عربیہ نہوتے یا اگر یہ آزاد مدارس آزاد یعنی گورنمنٹ سے بے تعلق ہوکر عام مسلمانوں کے چندوں پر اعتماد کرکے صرف مذہبی تعلیم پر پُرانی وضع کے ساتھ نہ جمے رہتے تو مسلمانوں کی تہذیب اُن کی اسلامی وضع قطع اور اسلامی کلچر کا نام و نشان بھی ہندوستان بھر میں باقی نہ رہتا۔ اور جب کہ ہندوستان انگریز کی گاڑھی غلامی میں تقریباً ڈیڑھ سو برس گزار چکا ہے، اور جب کہ مسلمانوں کی ہر ایک خصوصیت پر انگریز پوری طرح تاخت و تاراج کرچکا ہے۔ یہ صورت ہرگز ہرگز ظہور پذیر نہ ہوتی جو آج نمایاں ہے۔ یعنی اسلامی ممالک کے باشندے ہندوستان کی مذہبی حالت پر رشک کرتے ہیں۔ حجاز۔ افغانستان۔ ایران کے باشندے علوم دینیہ حاصل کرنے کے لئے ہندوستان میں آتے ہیں۔ اور دارالعلوم دیوبند کے فضلاء اُن ممالک اسلامیہ میں واپس ہوکر علم و فضل، رشد و ہدیٰ کا سرچشمہ بنتے ہیں۔ حتیٰ کہ ترکی سلطنت کے انحطاط پر جو حضرات خاص حرم اطہر مدینہ طیبہ علوم حدیث و قرآن کا سلسلہ قائم کرتے ہیں وہ وہی مولینا حسین احمد صاحب مدنی ہیں جو دارالعلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ اور جن کی جانشینی کے طور پر اُن کے برادر محترم مولانا سید احمد صاحب حرم پاک دارالیتامیٰ قائم کرتے ہیں۔

اور خود ہندوستان کے اندر جب برادران وطن اپنے کلچر اور پُرانی تہذیب کا احیاء کرنا چاہتے ہیں۔ تو خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے پاس ایک دو نہیں، سینکڑوں مدارس ہیں۔ جو ستر سال سے اسلامی کلچر کے محافظ بنے ہوئے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے تحفظ کی پیش گوئی کر رہے ہیں۔ بہرحال یہ اسلام کا دوسرا معجزہ تھا جو انقلاب ۱۸۵۷ء کے بعد ظہور پذیر ہوا۔ اور جس کی بدولت اسلام اس دور غلامی میں اُن خطرات سے محفوظ رہ گیا جو اُس کے لئے ۱۸۵۷ء میں یقینی خیال کئے جا رہے تھے۔

لیکن اب یہ دور غلامی بھی ختم ہو رہا ہے۔ اور ہندوستان ایک دوسرے انقلاب کے دروازے پر کھڑا ہے۔ اور سرزمین ہند پر ایک نئی سیاست کا آفتاب طلوع ہونے والا ہے۔ جس کی صبح صادق کی افشاں اُفق پر ہویدا ہو چکی ہے۔

گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے سیاست کا مالک انگریز رہا ہے۔ لیکن اب سیاست کی باگ ڈور ہندوستانیوں کے ہاتھ میں آنے والی ہے۔

اس ڈیڑھ سو سال میں اگرچہ انگریز کی پالیسی یہ ضرور رہی کہ ہندوستان کا کوئی فرد بھی اپنی اصلی اور مذہبی فطرت پر باقی نہ رہے۔ ہر ایک کی طبیعت مسخ، ذہنیت غلامانہ اور جذبات بزدلانہ کر دئے جائیں۔ چنانچہ آنریبل مسٹر الفنسٹن اور الیف وارڈن نے اپنی ایک یادداشت کے سلسلہ میں کہا تھا۔ "میں علانیہ نہیں تو بالواسطہ پادریوں کی حوصلہ افزائی کروں گا۔۔۔۔۔ جب تک کہ ہندوستانی لوگ عیسائیوں کی شکایت نہ کریں۔ تب تک اُن کی تعلیم کے مفید ہونے میں ذرا شبہ نہیں۔ اگر تعلیم سے اُن کی رایوں میں ایسی تبدیلی نہ ہو سکے کہ وہ اپنے مذہب کو لغو سمجھنے لگیں تاہم اس سے زیادہ ایماندار اور محنتی رعایا تو ضرور بن ہی جائیں گے (حکومت خود اختیاری ص۹۵)

لیکن انگریزی سیاست کا مدار اس پر تھا کہ "تفرقہ ڈالو حکومت کرو"۔

چنانچہ ۱۸۲۱ء میں "کارنے ٹکس" کے نام سے کسی انگریز افسر نے "ایشیاٹک جرنل" میں ایک مضمون دیا تھا۔ جس میں وہ لکھتا ہے۔

"ہندوستان میں ہماری حکومت کے ہر صیغہ کو خواہ وہ خارجی تعلقات سے واسطہ رکھتا ہو یا عدالتی اور حربی نظم و نسق سے، یہ اصول ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیئے کہ تفرقہ ڈالو اور حکمرانی کرو۔"[5]

لارڈ الفنسٹن گورنر بمبئی نے ۱۴ مئی ۱۸۵۹ء کو ایک یادداشت میں لکھا تھا۔ "نفاق ڈال کر حکومت

(حکومت خود اختیاری ص۱۰)

کرنا دمیوں کا اصول تھا اور یہی اصول ہمارا بھی ہونا چاہئے۔ (حکومت خود اختیاری ص ۱۸)

اور اسی نقطۂ نظر کا اثر تھا کہ اگرچہ اصولی مسائل سے پائنیر گان ہند کی توجہ کو ہٹا دیا گیا۔ مگر چھوٹے چھوٹے مسائل کے مناقشات میں اُن کو اس طرح اُلجھا دیا گیا کہ وہ خود فراموش ہو گئے۔ اور ان ہی جزئیات میں جنگ و جدل، بحث و تکرار کو انہوں نے وقت کا اہم ترین فرض سمجھا۔

علم غیب، امکان نظیر جیسے مسائل کو عوام میں ڈال دیا گیا۔ مباحثے کے میدان گرم ہوئے، مناظرے ہوئے اور انگریز نہایت اطمینان سے اپنی اغراض کی تکمیل کرتا رہا۔

لیکن آزاد ہندوستان اس قسم کے جزوی امور میں جنگ و جدل کو ہرگز گوارا نہ کریگا کیونکہ اس کی بنیاد ہندوستانیوں کے باہمی اتحاد و اتفاق اور یکجہتی اور باہمی رواداری پر ہوگی۔

اب ہم اس خیال خام میں تو ہرگز نہ پڑیں کہ ہندوستان میں جب اتحاد و اتفاق موجود ہی نہیں تو پھر اسکو آزادی کیسے مل سکتی ہے اور جب حصول آزادی ناممکن ہے تو آزادی کے مابعد کے خطرات کو سامنے لانا بھی بیکار اور لاطائل ہے

آپ یقین رکھیں کہ اس قسم کے خیالات قطعاً غلط ہیں۔ ہندوستان میں جو جماعتیں یا افراد آزادی حاصل کرنے کے لئے میدان میں آ چکی ہیں، اُن کی تعداد اس قدر کافی ہے اور جذبۂ حریت ان میں اسقدر نشو و نما کر چکا ہے کہ اس کا استیصال ناممکن ہے۔ گورنمنٹ اُس کا قلع قمع کرنے سے تھک گئی۔ اور بالآخر اُس نے گھٹنے ٹیک دئے۔ آزادی کے مخالف اور انگریزوں کے پرستار، خواہ ہندو ہوں یا مسلمان وہ اپنی پوری طاقت صرف کر چکے۔ مگر یہ جذبہ روز افزوں ہے۔

قوم مسلم اگر متحدہ طور پر اس جذبہ کی مخالفت بھی کرے تو اس کا اثر صرف یہی ہو سکتا ہے کہ کچھ دنوں کی تاخیر ہو جائے۔ لیکن اگر اس جذبہ کا فنا ہونا ممکن ہوتا تو گزشتہ پندرہ بیس سال میں فنا ہو گیا ہوتا جبکہ کانگریس کو موجودہ مقبولیت اور موجودہ قوت حاصل بھی نہیں تھی۔ اور اُس کی تھوڑی بہت طاقت کو فنا کرنے کی پوری کوشش کی جارہی تھی۔

بہرحال یہ تو غلط معلوم ہوتا ہے کہ ہم اس خیال میں مطمئن رہیں کہ انگریز کا سایہ ہندوستان پر بدستور باقی رہے گا۔ اور حریت کا تخیل ہندوستانیوں کے لئے خواب پریشاں ثابت ہوگا۔

ہاں یہ یقینی ہے کہ آزاد ہندوستان میں مندرجہ ذیل معاملات میں سے ایک ہی قسم کے خیال کی اجازت دیگا اس کے سوا کی ہرگز اجازت نہ ہوگی۔

وہ خیالات جو آزاد ہندوستان کی آزاد گورنمنٹ کا زاویہ نظر بن سکتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) مذہب کا نام ونشان باقی نہ رکھا جائے۔ ہر شخص کی ایک ہی حیثیت ہو یعنی ہندوستانی۔ اس کے ماسوا نہ کوئی عقیدہ ہو نہ کوئی جذبہ۔ اور جو اس کی مخالفت کرے وہ حکومت کا باغی قرار دیا جائے۔

(۲) مذہب کا تسلط حکومت پر ہو۔ اب وہ مذہب اسلام ہو یا سناتن دھرم یا آریہ یا سکھ یا کوئی اور۔ اس کے ماسوا دیگر مذاہب کا نام ونشان نہ باقی رہے۔ جیسے اندلس میں کیا گیا۔ یا باقی رہے مگر غلام اور ماتحت کی حیثیت سے۔ یعنی صرف اُن ہی رسوم کی اجازت ہو اور اسی صورت پر جس طرح حکومت اجازت دے۔ جیسے آجکل یا اس سے بھی بدتر۔

(۳) حکومت کا کوئی مذہب نہ ہو۔ ہر شخص کی دو حیثیتیں ہوں۔ ایک مذہبی اور دوسری سیاسی۔ وہ ہر ایک حیثیت سے آزاد ہو۔ مگر وہ حکومت کا رکن محض سیاسی حیثیت سے ہو۔ مذہبی حیثیت سے اس کو حکومت میں صرف اتنا ہی دخل ہو کہ وہ اپنے مذہب کو محفوظ رکھ سکے۔ کسی دوسرے مذہب کو نقصان پہنچانے کا اس کو قطعاً حق حاصل نہ ہو۔

مذکورہ بالا تین صورتوں میں سے پہلی صورت کے حامی ہندوستان میں ابتک اقلیت میں ہیں۔ دوسری صورت کے حامی اکثریت کے ساتھ ہیں۔ ہر مذہب والے کا جذبہ یہی ہے کہ اس کے مذہب کی حکومت ہو۔ مسلمان اگر اسلامی حکومت کا خواہاں ہو تو وہ دیگر اقوام کو بیشک یہ اطمینان یقیناً دلا سکتا ہے کہ اسلام کا زریں اصول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب یہ ہے:۔

لھم مالنا و علیھم ما علینا۔ نفع نقصان میں برابر کے شریک رہیں گے۔

بہر حال یہ سب کچھ سہی مگر سوال یہ ہے کہ مسلمانوں کا اگر یہ جذبہ ہے تو انہوں نے اُس کے لئے کیا لائحہ عمل تجویز کیا۔ اور پھر اُس پر کہاں تک عمل کیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ پلیٹ فارم پر ہم چاہے کچھ بھی کہیں مگر ہر شخص بخوبی جانتا ہے کہ اب تک ہم نے اس کے لئے کوئی ایک قدم بھی نہیں اٹھایا۔ اور قدم اٹھانا تو درکنار اس تجویز کے لئے کوئی لائحہ عمل کوئی پروگرام بھی ہمارے سامنے نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس مسلم لیگ جو ہندوستان میں سب سے زیادہ کانگریس کی مخالف اور اسلامی حریت کی دعویدار ہے اُس کے اصول اساسی اور اغراض ومقاصد میں بھی اسلامی حکومت کا قیام نہیں۔ بلکہ اس کے اصول اساسی حسب ذیل ہیں:۔

(اے) (الف) ہندوستان میں کامل آزادی کی بنیاد پر جمہوری ریاستوں کا قیام جس کے دستور میں مسلمانوں کی اور دوسری اقلیتوں کے حقوق و مفاد کی موثر اور مکمل حفاظت کی جائے۔

(بی) (ب) ہندوستانی مسلمانوں کے سیاسی اور مذہبی حقوق و مفاد کی ترقی اور حفاظت کرنا۔

(سی) (س) دیگر اقوام ہند کے ساتھ مسلمانوں کے دوستانہ تعلقات اور اتحاد کو بڑھانا۔

(ڈی) (د) مسلمانان ہند کے باہمی نیز دیگر ممالک مسلمانوں کے ساتھ رشتۂ اخوت قائم اور استوار کرنا

(ملاحظہ ہو۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا دستور اساسی اور قواعد ترمیم جدید شائع کردہ نواب زادہ لیاقت علی خاں۔ ایم۔ ایل۔ اے مذیل۔ پی)

آپ ان اصول اور اغراض و مقاصد کو مکرر پڑھئے اور خاص طور پر شق یا ھ پر غور فرمایئے اور پھر دوسری طرف کانگرس کے اصول اساسی کی مندرجہ ذیل دفعات پر غور فرمایئے:۔

(۱) ہر باشندۂ ہندوستان کو حقوق ذیل حاصل ہوں گے۔ یعنی اپنی رائے آزادی سے ظاہر کرنے اور اشتراک عمل و باہمی اختلاط میں کمل آزادی۔ اور امن کے ساتھ بغیر اسلحہ کے ایسی اغراض کے واسطے مجتمع ہونا جو قانون اور اخلاق کے خلاف نہ ہوں

(۲) ہر باشندۂ ہندوستان کو ضمیر کی آزادی حاصل ہوگی۔ اور وہ اپنے مذہب کا اعلان آزادی سے کر سکے گا۔ اور اپنے مذہب کے فرائض و رسوم آزادی سے برت سکیگا۔ بشرطیکہ اس سے انتظام عامہ اور اخلاق میں کوئی نقص واقع نہ ہو۔

(۳) ملک کی اقلیتوں کے تمدن اور ان کی زبان اور رسم تحریر محفوظ ہوں گی۔ نیز ملک کے وہ مختلف رقبے جو باختلاف زبان کے قائم ہیں اُن کا تحفظ ہوگا۔

(۴) تمام باشندگان ہندوستان بلا امتیاز مذہب و مسلک یا ذات و قوم یا جنسیت کے قانون کی نظر میں برابر ہوں گے۔

(۵) کوئی باشندۂ ہندوستان۔ خواہ مرد ہو یا عورت بوجہ اپنے مذہب یا ذات یا جنسیت کے کسی پبلک ملازمت یا عہدے یا اعزاز سے یا کسی تجارت یا پیشہ سے ممنوع نہیں سمجھا جائے گا۔

---

* خفا نہ ہوں تو مجبوراً یہ کہا جاتا ہے کہ کسقدر ستم ظریفی ہے کہ کلچر اسلام کی محافظت کا گلا پھاڑ پھاڑ کر اعلان کرنے والی جماعت۔ جب اغراض و مقاصد تحریر کرتی ہے تو پہلی بسم اللہ ہی اے۔ بی۔ سی۔ ڈی ہوتی ہے۔ اُس غریب کو ابجد کا نام بھی یاد نہیں آتا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

(۹) مذہب کے معاملہ میں اسٹیٹ (حکومت وقت) غیر جانبدار رہے گی۔ (بالفاظ دیگر حکومت کا کوئی مذہب نہ ہوگا۔

اب آپ دونوں جماعتوں کے اغراض و مقاصد کو سامنے رکھ کر دیکھئے۔ آپ اسی فیصلہ پر مجبور ہوں گے کہ عمل کے اعتبار سے مسلم لیگ خواہ کچھ بھی کرے مگر اصول کے لحاظ سے وہ کانگرس کا ایک ضمیمہ ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ مسلم لیگ کا دائرۂ عمل مسلمانوں میں محدود ہے اور یہ کہ اس کے سامنے کوئی پروگرام نہیں۔ اور کانگرس کا دائرۂ عمل تمام ہندوستان کو محیط ہے اور وہ اپنے سامنے پروگرام رکھتی ہے۔

ہماری اس تحریر کا موضوع جماعتوں کا موازنہ یا کسی کی توصیف یا تنقیص قطعاً نہیں۔ مقصود کلام تو یہ ہے کہ اسلامی حکومت کا قیام مسلم لیگ کے بھی پیش نظر نہیں۔ اور جب کوئی پروگرام ہی نہیں تو عمل کہاں سے ہوگا۔ محض شور و غوغا ہی رہا جو لاحاصل بلکہ مضر۔ اور خواہ مخواہ دوسری اقوام کو بدظن کرنا۔ اور آمادۂ فساد کرنا۔

ہاں ہمیں اس چیز کا احساس ضرور ہے کہ عام ہندو ذہنیت بھی یہی ہے کہ ہندو راج یا رام راج قائم ہو۔ اور اوم کا جھنڈا لہرائے۔ ایک ہندو ہونے کی حیثیت سے ہم اُن کو معذور کہیں گے کیونکہ اگر ہمارا یہ جذبہ بحیثیت مسلمان ہونے کے فطری اور طبعی ہے کہ اسلامی حکومت کا پرچم دہلی کے قلعہ معلی پر لہرائے تو ہندو ہونے کی حیثیت سے ہندو کی فطرت بھی ہندو راج کی متقاضی ہوگی۔

یہاں ایک لطیفہ دوسرا بھی ہے کہ مسلمان اور ہندو ہر ایک دوسرے سے خائف ہیں۔ اور ہمارا خیال یہ ہے کہ خوف بھی صحیح ہے۔ اور درحقیقت ہندوستان میں تحفظ حقوق کے لئے یہ خوف ہونا ضروری ہے۔ ورنہ پھر توازن باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ خوف فریقین کی قوت پر موقوف ہے تفصیل کے لئے ص۳ ملاحظہ ہو

بہرحال جب تک اسلامی حکومت قائم کرنے کا کوئی پروگرام سامنے نہ آئے ہمیں اس پر بحث کرنی بیکار ہے۔ اور افسوس یہ ہے کہ ۱۸۳۱ء میں حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید۔ پھر ۱۸۵۷ء میں مولانا محمد قاسم صاحب اور مولانا رشید احمد صاحب اور ان دونوں بزرگوں کے پیر و مرشد حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی بھی اور چودہ صدی کے اوائل میں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب اور اُن کے رفقاء کی جدوجہد جو ہندوستان میں بڑی حد تک اسلامی حکومت کے قیام کے متعلق ہوئی۔

یعنی صرف تحریر سازی یہ ہے تحت مرتبہ شعائر کرام کی توجہ سے انقلابی جدوجہد کی ناکامی نے ہمیں یہ بھی یقین دلا دیا کہ موجودہ نظام جبکہ اسلامی حکومتیں بھی عام طور سے کمزور ہیں۔ اس قسم کی تجویز کا کامیاب ہونا ناممکن نہ سہی تو مشکل ضرور ہے۔ باایں ہمہ اگر کوئی معقول پروگرام ہو تو ہر مسلمان کی فطرت اس کو لبیک کہنے کے لئے ہر وقت تیار ہے۔

(۳) تیسری صورت کانگریس کا پروگرام یا اس کا نقطہ نظر ہے۔ اگرچہ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس صورت کے حقیقی طور پر سچائی کے ساتھ حمایت کرنے والوں کی مقدار بھی کچھ زیادہ نہیں۔ بہرحال اس وقت تحریک ان ہی اصول پر چل رہی ہے۔

اور جبکہ اسلامی حکومت کے جذبہ پر ہم کسی وجہ سے کاربند نہ ہو سکیں تو اس دور میں جب کہ واقعہ سب تعینی ہو گیا ہے ہمارے لئے اس نظریہ کے قبول کرنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہیں۔

یہ عرض ہے کہ اس تحریر کا مقصد کانگریس کا پروپیگنڈا ہرگز نہیں، بلکہ مقصد وہ ہے جو درج ذیل ہے،

ہمارا تعلق خواہ لیگ سے ہو یا کانگریس سے۔ یہ بات یقیناً تسلیم کرنا پڑیگی کہ جب سیاست کی باگ ڈور ہندوستانیوں کے سپرد ہوگی تو اقتدار صرف اسی جماعت کو حاصل ہوگا جو سیاست میں دخیل ہوگی۔ اور پھر اگر مذہب اپنے اپنے حدود میں محفوظ بھی رہیں لیکن جبکہ ہر مذہب میں مختلف پارٹیاں ہیں تو جس پارٹی کا اقتدار اور رسوخ حکومت میں ہوگا۔ اسی کے خیالات کی اشاعت زائد سے زائد ہو سکے گی

مثلاً یہ خیال فرمائیے کہ ہندوؤں میں تین پارٹیاں ہیں (۱) لامذہب (۲) سناتنی (۳) آریہ۔

اسی طرح مسلمانوں میں فرض کرو دو پارٹیاں ہیں (۱) لامذہب (۲) مذہب کے حامی۔

اب آزاد حکومت کا تو یہ فرض رہا کہ مسلمان اور ہندو۔ دونوں کو مساوی حیثیت دے۔

مگر پھر ہندوؤں یا مسلمانوں کی مختلف پارٹیوں میں سے اگر لامذہب پارٹی برسر اقتدار ہو تو اس کے نزدیک تو یہ مذہبی ہی مذہب ہے۔ وہ مذہب کی ہر ایک چیز کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے گی۔ اس فتنہ سے تحفظ کا ذریعہ یا ذخیرہ آپ کے پاس کیا ہے۔ آج کی بحث کا حاصل صرف یہی سوال ہے۔ بہت ممکن ہے اس کا جواب یہ دیا جائے کہ سب ملاؤں کو متفق ہو کر مسلم لیگ میں داخل ہو جانا چاہئے۔ یا تحریک حریت سے قطعاً الگ ہو جانا چاہئے۔ مگر یہ دونوں جواب ہمارے نزدیک غلط ہیں۔ کیونکہ مسلم لیگ بھی ان دو پارٹیوں سے خالی نہیں۔ علاوہ ازیں جبکہ لیگ کے سامنے انقلاب اور حریت کے لئے کوئی پروگرام نہیں تو اس کی شکست تحریک انقلاب سے علیحدگی کے مرادف ہوئی۔ جسکو ہم سچائی اور ایمانداری کے ساتھ ملت اسلامیہ کی موت کے مرادف سمجھتے ہیں۔ لیکن پھر کیا کرنا چاہئے۔ اس پر ناظرین کرام بھی غور فرمائیں؟

اور بہتر ہو کہ رائے عالی سے مطلع فرمائیں اور اگر زندگی رہی تو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں عاجز کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں

شب برات اور روزہ شعبان

انا کل شیٔ خلقناہ بقدر

(از مولانا سید محمد میاں صاحب قائد التحریر رسالہ قائد)

دن اور رات کی گردش، آفتاب کی بے پناہ کرنیں، چاند کی سکون بخش روشنی سمندروں کا طوفان دریاؤں کا مدوجزر ظاہری نظر میں ایک تماشا ہے۔ جو اتفاقی طور پر پیدا ہو گیا۔ دن کی روشنی میں اُس نے بازاروں یا کارخانوں میں دوڑ دھوپ کر کے کچھ پیسے کمائے۔ چاند کی مسرت بخش روشنی میں قصے کہانیاں کہہ کر لطف حیات حاصل کیا۔ سمندروں کے طوفان نے بسا اوقات اُس کے جہاز اور کشتیوں کو غرق کر کے نوع انسانی پر ظلم کیا۔ مدوجزر نے اُس کے جھونپڑوں کو برباد کر کے اسے بے خانماں کر دیا۔ مگر کیا قدرت کی اُن تمام آیتوں اور نشانیوں کا حاصل صرف یہی ہے؟

دور رس نگاہیں اس رنگ برنگ پردہ کے پیچھے ایک حقیقت محسوس کرتی ہیں جس پر انسان کی زندگی موقوف ہے۔ آفتاب کی وہی تیز تیز کرنیں جو دہقان کے خون کو پسینہ بنا رہی تھیں، جب سمندر کی سطح پر پہنچیں تو جگر سمندر شعلۂ تنور بن گیا۔ تہ بر تہ پانی کو مضطرب کر دیا۔ اس کی پرسکون سطح میں ہیجان پیدا ہوا۔ جس کی گرم گرم طوفانی لہروں سے بخارات اُٹھے۔ جن کو سائنس والوں نے "مان سون" کا نام دیا۔ اور فضاء آسمانی کی ٹھنڈی ہوائیں نے اُن کو اپنے دامن میں لیکر بادلوں کی شکل میں تبدیل کر دیا۔ اور پھر اُن کو ہنکا کر مشرق و مغرب کے کناروں میں پہنچا دیا۔

نظام شمسی کا یہ ایک خاص کرشمہ تھا، جو خالق ارض وسما کے حکم کے بموجب ظہور پذیر ہوا۔ موسم برسات اس کے لئے خاص طور پر منتخب ہوا۔ آسمان کے کناروں سے کالی کالی گھٹائیں اُٹھیں اور جھوم جھوم کر برسیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں نے دلوں کو تازہ کیا۔ اور وہ زمین جو اسی آفتاب کی آتشیں نظروں سے تفید دبگیر تھی۔ جس کا سینہ پارہ پارہ اور دل کباب ہو رہا تھا، موسلا دھار بارشوں اور فرحت بخش بھرے بادل کا آب زلال خوب چھن چھن کر سیراب ہوئی۔ لہلہاتے ہوئے سبزہ کا مخملی لباس زیب تن

کیا۔ لالۂ نسرخ کا ہار گلے میں ڈالا۔ اور گلاب اور موتیا کی مہک سے مشام جاں کو معطر کرنے لگی۔

اس نے اپنی اس نئی زندگی کا شکریہ ادا کیا۔ درختوں کو پھلوں سے لاد دیا۔ اور کھیتیوں کو خوشوں سے دولت بداماں کر دیا۔

هوالذی یرسل الریاح بشری بین یدی رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناه لبلد میت فانزلنا به الماء فاخرجنا به من کل الثمرات (اعراف ع ۷)

وہی ہے جو چلاتا ہے ہوائیں خوشخبری لانے والی۔ اس کی رحمت کے آگے آگے۔ یہاں تک کہ جب بھاری بدلیاں اٹھالائیں تو ہم نے انکو کسی مردہ شہر کی طرف روانہ کر دیا۔ پھر ہم نے اُن سے پانی نازل کیا۔ پھر ہم نے اُس پانی سے ہر قسم کے پھل پیدا کر دیئے۔

یہ سب کچھ کیوں ہوا — کس کے لئے ہوا — صرف انسان کے لئے۔

فلینظر الانسان الی طعامه انا صببنا الماء صبا ثم شققنا الارض شقا فانبتنا فیها حبا و عنبا و قضبا وزیتونا و نخلا وحدائق غلبا و فاکهة وابا متاعا لکم ولانعامکم (سورہ عبس)

چاہیئے کہ انسان اپنے کھانے پر غور کرے۔ ہم نے اوپر سے پانی برسایا پھر ہم نے چیرا زمین کو پھاڑ کر پھر ہم نے اس میں اگایا غلّہ۔ انگور۔ ترکاری۔ زیتون اور کھجوریں۔ اور گھنے گھنے باغ۔ میوے اور جانوروں کا چارا۔ تمہارا اور تمہارے مویشی کا کام چلانے کے لئے۔

مختصر یہ کہ قدرت کی یہ تمام کرشمہ نوازی۔ فطرت کی یہ تمام گلکاری۔ صرف اس لئے ہے کہ انسان کی یہ زندگی جو خاکدان ارضی کے غبار آلود گھروندہ میں ایک بدلی یا ایک درخت کے سایہ سے زیادہ پائیدار نہیں جس کے چاروں طرف ہزاروں امراض سیکڑوں قسم کی موتیں اور ہلاکتیں ہر وقت منھ پھیلائے ہوئے بیٹھی ہیں۔

لیکن سوال یہ ہے کہ اسی انسان کی وہ زندگی جو ما بعد الموت ہے۔ جو لازوال اور ابدی ہے جس کا دامن قیامت سے اور قیامت کے بعد خالدین مخلدین دائمی بقا سے وابستہ ہے۔ کیا اس کو ارحم الراحمین کی کامل رحمت اور رب العالمین کی کامل قدرت نے اس قسم کی گلکاریوں سے محروم

رکھا ہے۔ کیا خالق ذوالجلال نے اُس کے لئے کوئی نظام نہیں قائم فرمایا۔

کیا اُس کے لئے بھی موسم بہار ہے۔ کیا اس حیات کے زمین و آسمان کی بھی برسات آتی ہے۔ جس میں اُس کے پائدار باغات اور لازوال گل و گلشن اور سدا بہار چمنستان کی تخم ریزی ہوتی ہو۔ کیا اس کے لئے کوئی فصلِ گل ہے۔ جس میں دلوں کے سبزہ زار کے گلاب موتیا کھلنے لگیں۔ لالہ و یاسمین مہکیں اور نخل و زیتون پھلیں۔

بیشک اُس کی رحمتِ کاملہ کا تقاضا تھا کہ اس ابدی حیات کے لئے اس سے بھی زیادہ انتظام ہو۔ چنانچہ یہ تقاضا پورا ہوا۔ کامل اور مکمل طور سے پورا ہوا۔

اے کاش ہمارے دل کی آنکھ بینا ہو۔ اس کی کمزور نگاہ کے لئے چشمہ نصیب ہو جائے۔ اس کی کوتاہ نظر کے لئے کوئی دوربین میسر آ جائے۔ تو ہم پہچان لیں اور پوری طرح پہچان لیں کہ

فی الارض آیات للموقنین — زمین میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

وفی انفسکم افلا تبصرون — اور خود تمہارے اندر۔ کیا تم دیکھتے نہیں۔

لیکن جب ہماری بصیرت معرفتِ حقیقت سے قاصر رہی تو ارحم الراحمین کی رحمت نے خود قدم بڑھایا اُس نے نبی بھیجے۔ رسول بھیجے۔ خلیل اللہ آئے، کلیم اللہ آئے۔ روح اللہ آئے اور آخر میں سید الانبیا اور خاتم المرسلین آئے۔ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم۔

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اُس لازوال عالم کی فصلِ گُل، موسم بہار، اس کی بارش اور اُس کی برسات سب ہی باتوں کی خبر دی۔ عید۔ بقر عید۔ عرفہ۔ جمعہ۔ رمضان۔ محرم۔ عاشوراء۔ پیر۔ جمعرات وغیرہ وغیرہ کے فضائل۔ اسی عالم قدسی کے خاص خاص فصلوں اور خاص خاص اوقات کی اطلاع ہے۔

سب سے پہلے اُس شب کے متعلق کچھ احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ جس کو شب برات کہتے ہیں

(۱) قال صلی اللہ ان اللہ ینزل لیلة النصف من شعبان الی سماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب (ترمذی شریف ص۹۲)

نصف شعبان کی شب (پندرھویں رات) کو حضرت حق جل مجدہٗ عالم اسفل کی طرف خاص طور سے توجہ فرماتے ہیں اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے بھی زیادہ کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

تشریح :- قبیلہ کلب میں بکریاں بہت تھیں - اس لئے اس کا خاص طور پر ذکر کیا گیا -

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب نصف شعبان کی شب ہو تو رات کو قیام کرو (نماز پڑھو) دن کو روزہ رکھو - کیونکہ حضرت حق جل مجدہ کی توجہات کریمانہ اس رات کو غروب آفتاب کے بعد سے عالم انسان کی طرف منعطف ہو جاتی ہیں اور ارشاد ہوتا رہتا ہے - کیا کوئی مغفرت چاہنے والا ہے ؟ کہ میں اس کو بخش دوں - کیا کوئی رزق مانگنے والا ہے کہ میں اُس کو رزق دوں - کیا کوئی مبتلا ہے کہ میں اُس کو عافیت بخشوں - کیا کوئی ایسا ہے - کیا کوئی ویسا غرض شب بھر اسی قسم کے اعلانات ہوتے رہتے ہیں - حتیٰ کہ فجر ہو جاتی ہے

(۳) سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا -

ایک شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے - ابھی پوری طرح کپڑے نہیں اتارے تھے کہ پھر آپ نے کپڑے پہن لئے - اور روانہ ہو گئے - مجھے خیال ہوا کہ شاید آپ کسی دوسرے حرم میں تشریف لے جائیں گے - مجھے اس پر غیرت آئی - چنانچہ میں بھی چپکے چپکے آپ کے پیچھے چلدی - آپ بقیع غرقد (قبرستان کا نام ہے) میں تشریف لے گئے - اور وہاں مسلمان مردوں اور عورتوں اور شہداء کے لئے دعاء مغفرت فرمانے لگے - مجھے بہت ندامت ہوئی - میں نے دل ہی دل میں کہا - آپ پر میرے ماں باپ قربان - آپ خدا کے کام میں ہیں اور میں دنیا کے جھگڑے میں - میں اسی ندامت میں وہاں سے واپس ہوئی - کچھ رفتار کی تیزی - کچھ دل پر حسرت و افسوس - نتیجہ یہ ہوا کہ میرا سانس پھول گیا - میں لانبے لانبے سانس لے رہی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپہنچے - میرے سانس دیکھ کر فرمانے لگے - عائشہ یہ کیا ؟ میں نے تمام واقعہ عرض کیا - حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا " عائشہ - تمہیں یہ خیال ہو گیا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر زیادتی کریں گے " ؟

واقعہ یہ ہے کہ حضرت جبریل تشریف لائے تھے - آپ نے فرمایا - یہ نصف شعبان کی رات ہے اس شب میں غفور رحیم قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زیادہ تعداد میں مغفرت فرما دیتا ہے - مگر اہل شرک اور ایسے مسلمان کی طرف نظر التفات نہیں ہوتی جو کینہ پرور ہو - یا اقارب کے ساتھ برا سلوک کرنے والا ہو - ماں باپ کا نافرمان ہو - یا پاجامہ یا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکائے رکھتا ہو - یا شراب خوار ہو -

ابن ماجہ ، بیہقی شعب الایمان

پھر آپ نے کپڑے اُتارے اور فرمایا۔ عائشہ کیا اجازت ہے کہ میں آج شب پھر یادِ خدا کروں میں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ ضرور۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے۔ نماز میں مصروف ہو گئے۔ آپ نے اس قدر طویل سجدہ کیا کہ مجھے خیال ہوا کہ آپ کی روح (خدانخواستہ قبض کر لی گئی) میں اُٹھی۔ آپ کو چھونا چاہا۔ میرا ہاتھ آپ کے قدموں پر پڑا۔ میں نے پاؤں ہلایا تو آپ میں حرکت ہوئی۔ تب میری جان میں جان آئی۔ میں نے کان لگا کر سنا تو آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے:۔

أَعُوذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ۔ وَأَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ۔ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ۔ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

اے اللہ۔ میں تیرے عفو و کرم کے ذریعہ تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور تیری رضا کے ذریعہ تیرے غضب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اے اللہ تجھ سے تیری پناہ۔ تیری ذات بہت بڑی ہے میں تیری حمد و ثنا کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے اپنی ثنا فرمائی۔

صبح ہوئی تو مجھے یہ کلمے یاد تھے۔ میں نے ان کا تذکرہ حضور سے کیا (صلی اللہ علیہ وسلم) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عائشہ ان کو یاد رکھو اور دوسری عورتوں کو بھی سکھا دو۔ کیونکہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ کلمات بتلائے تھے اور یہ کہا تھا کہ سجدہ میں ان کو بار بار دُہراؤں (ترغیب و ترہیب صفحہ ۵۰)

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ رمضان شریف کے روزوں کے بعد سب سے افضل کونسا روزہ ہے۔ ارشاد ہوا شعبان المعظم کا روزہ (مجالس الابرار صفحہ ۱۷)

(۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورۂ بالا حدیث میں ۶ آدمیوں کا ذکر ہوا ہے۔ جو شب برات کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ دوسری روایات میں مندرجہ ذیل افعال کے مرتکب کو بھی محروم رہنے والوں میں شمار کیا گیا ہے ظلم سے محصول لینے والا۔ جادوگر۔ غیب کی چیزیں بتانے والا (جیسے جوتشی یا فال نکالنے والے جو پیش گوئیاں کیا کرتے ہیں) عریف یعنی ہاتھوں کے خطوط یا دیگر آثار دیکھ کر بتلانے والا قائف ساہی۔ کوبہ یعنی طبل یا چوسر والا عرطبہ یعنی طنبور والا۔

(۶) حضرت عطاء بن یسار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں۔ کہ اس سال میں مرنے والوں کی فہرست اسی شب میں

[۱] رسالہ شبرات مصنفہ مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی۔

ملائک کے سپرد ہوتی ہے۔

(۷) حضرت عکرمہؓ اور اُن کے علاوہ دیگر ائمہ تفسیر سے روایت ہے کہ اس سال میں جو کچھ ہوگا۔ اس کی تفصیل وتخمین اسی شب کار پردازان قضاؤ قدر کے حوالہ کردی جاتی ہے

مندرجہ بالا فضائل اور مناقب پر مکرر نظر ڈالئے اور غور فرمایئے کہ یہ مبارک رات فصل بہار کی کیسی مبارک شب ہے۔ جس میں ابر نیساں کے حیات پرور قطرے مومن کی روح کو ہزاروں زندگیاں بخش دیتے ہیں۔ اور اُس کا مقدس محبوب کس لطف وکرم کے ساتھ اس کو اپنی طرف دعوت دے کر اُس کے شوق وذوق میں چندہا چند اضافہ فرماتا ہے

بازار خویش آتش ما تیز می کنی

لفظ بازار سے ایک اور مثال بھی سامنے آگئی۔ جو اس قسم کی مبارک راتوں اور دنوں کے متعلق پیش کی جاتی ہے۔ اس کو آپ اس طرح خیال فرمایئے کہ حضرت حق جل مجدہٗ نے قرآن شریف میں ہر مومن کو بائع اور ذات حق سبحانہٗ تعالیٰ کو مشتری "خریدار" قرار دیا ہے۔ سودا ہے مومن کی جان اور اس کا مال۔ قیمت ہے جنت۔

إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ	اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے۔ اُن کی جان
أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُم بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ	اور اُن کے مال جنت کے عوض میں۔ وہ
يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ	اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ مارتے اور
وَيُقْتَلُونَ۔	اور مرتے ہیں۔

صحاح کی حدیث ہے:۔

کل یغدو فبائع نفسہ فمعتقھا	ہر شخص صبح کے وقت اپنی جان کا سودا کرتا ہے
او موبقھا	چنانچہ یا اس کو چھڑا لیتا ہے یا ہلاک کر ڈالتا ہے

اب یہ کہو کہ یہ مبارک اوقات وہ خاص وقت ہیں جن کو آجکل کے محاورہ میں "سیزن" کہا جاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر نمائش اور بازار کے دن ہیں۔ جن میں خریدار خاص شوق سے خاص

ٖ اس میں تو اتفاق ہے کہ ہر سال ایک رات ایسی ضرور آتی ہے جس میں دوسرے سال کے ہونے والے جملہ امور کار پردازان قضاؤ قدر کے حوالے کردیے جاتے ہیں لیکن وہ شب برات ہے یا شب قدر۔ اس میں اختلاف ہے ۱۲

آن بان اور خاص شان سے خریداری کے لئے آتا ہے۔ اور پھر یہ خریدار بھی ایسا سخی کہ عام اعلان کرتا ہے۔ کہ کسی کے پاس کوئی سودا ہو۔ کوئی مال خریداری کے قابل ہو تو لے آؤ۔ قیمت لیجاؤ۔ اور انعام بھی۔ اور سودا نہ بھی ہو تو انعام مانگو۔ مانگو۔ مانگو دیا جائے گا۔

۱ الا من مستغفر فاغفرلہ — کیا کوئی طالب مغفرت ہے کہ اُسکی مغفرت کروں

۲ الا من مسترزق فارزقہ — کیا کوئی طالب رزق ہے کہ اُسکو رزق دوں۔

۳ الا من مبتلیٰ فاعافیہ — کیا کوئی مبتلاء مصیبت ہے کہ اسکو عافیت بخشوں۔

ترغیب وترہیب صـ ۲۱۰

نتائج اور تنبیہات

مستحبات مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اس شب میں مندرجہ ذیل امور مسنون ہیں:۔

(الف) رات کو جاگ کر۔ نماز پڑھنا۔ تلاوت اور ذکر و تسبیح میں مشغول رہنا

(ب) مغفرت۔ عافیت۔ فراخی رزق وغیر مقاصد دارین کی دعا مانگنا۔

(ج) اس رات کو اگر موقع ہو تو تنہا کسی قبرستان میں جانا اور مردوں کے لیے دعا اور استغفار کرنا۔

(د) صبح کو یعنی پندرہ شعبان کو روزہ رکھنا۔

اسباب حرمان لیکن اس شب کی برکات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ان چیزوں سے بچا جائے۔ جن کو محرومی کے اسباب بتایا گیا ہے۔ اور جن کا ذکر مندرجہ بالا احادیث میں گزرا۔

تنبیہات :۔ (۱) کسی قوم کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ اپنے قومی مقصد کو بھول جائے قرآن پاک میں تقویٰ طہارت اور ریاضت کے لئے سرمایہ کی فراہمی یعنی یوم محشر کے لئے سامان نجات کی تلقین فرماتے ہوئے تنبیہ فرمائی گئی ہے۔

لاتکونوا کالذین نسوا اللہ فانساھم انفسھم۔ اولٰئک ھم الفاسقون۔

تم اُنکی طرح مت ہو جانا جنہوں نے خدا کو بھلا دیا یعنی عیش وعشرت یا افلاس ونکبت کی خواب غفلت میں پڑکر ربانی احکام کو بھول گئے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ خداوند عالم نے بھی انکو بھلا دیا یعنی اپنی مخصوص فتح ونصرت اُن سے روک لی) یہی لوگ تو فاسق ہوتے ہیں۔

معاذ اللہ خدا فراموشی سے خود فراموشی آئی۔ فاسق ہوئے۔ فتح و نصرت سے محروم ہو گئے ذلت اور خواری کی خندقوں میں دھکیل دیئے گئے۔

دوسرے موقعہ پر تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ

ع ۲ پ ۱۰ سورۂ انفال

یہ اس لئے کہ خداوند عالم جو نعمت کسی قوم کو بخش دیتا ہے۔ اُس میں اس وقت تک تبدیلی نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدل دیں

آج ہم نے اپنی حالت کہاں تک تباہ کر لی۔ ملاحظہ فرمایئے۔

مسلمانوں کو دو طبقوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ خواص اور عوام یا دیندار اور دنیا دار۔

خواص یا دین دار حضرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنت میں ترمیم و اصلاح شروع کر دی۔ اور باوجودیکہ دین الٰہی کی تکمیل کا اعلان قرآن حکیم میں فرما دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

آج میں تمہارا دین مکمل کر چکا۔

اور باوجودیکہ آخری رسالت اور نبوت کے اختتام پر جزوی ترمیم و اصلاح کا دروازہ بھی قطعاً بند کر دیا گیا۔ مگر ہمارے دیندار خواص نے شب برات کے سلسلہ میں مندرجہ ذیل اصلاحات ضرور ہی کر لیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

(۱) سرور کائنات رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شب کو یاد خدا کے لئے مخصوص فرمایا تھا کہ تضرع اور عاجزی سے آج کی شب میں موت اور روزی درج کی جائے گی۔ نہیں

ہمارے دیندار بزرگوں نے اس شب کو ایک تہوار مان لیا۔ حلوے بنائے جاتے ہیں۔ گھر گھر تقسیم کئے جاتے ہیں۔ انعامات اور شبراتیاں تقسیم ہوتی ہیں۔ بعض جگہ مکانات آراستہ و پیراستہ کئے جاتے ہیں زیب و زینت کی جاتی ہے۔ اور بارگاہ سبحانی کی جانب متوجہ ہونے کے بجائے دنیاوی دھندوں میں دل مشغول کیا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے یہ عذر لنگ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنگ احد میں دندان مبارک شہید ہو گیا تھا۔ تب آپ نے حلوا تناول فرمایا تھا۔ خدا کی پناہ خود فراموشی

معلوم کچھ عرصہ بعد ہمارا نام مردہ ہوگا یا زندہ۔	کی بھی انتہا ہوگئی۔ افسوس۔ دندان مبارک شہید کرانیکی سنت تو کافور ہوگئی ہاں حلوے مانڈے کی رسم باقی رہ گئی۔ اور وہ بھی بے موقعہ۔ جنگ احد شوال میں ہوئی تھی اور اس کے نام حلوہ کھایا جاتا ہے ماہ شعبان میں ب چہ خوش۔ افسوس آج ہندوستان میں پرچم اسلامی سرنگوں ہے سارے عالم میں فتنۂ محشر بپا ہے۔ اور مسلمان ہیں کہ رسم شہادت کے بجائے حلوے کی مفروضہ سنت پر عامل اور پھر شاداں ہیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔
(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبرستان میں تنہا تشریف لے گئے	ہمارے بزرگ ٹولیاں بنا کر تشریف لے جاتے ہیں۔ کوشش یہ کی جاتی ہے کہ اطراف شہر کے تمام قبرستانوں کی آج گشت کر لی جائے اور نہ صرف قبرستان بلکہ اگر کوئی قبر کسی گوشہ میں تنہا ہو تو وہاں پہنچنے کی بھی کوشش کی جاتی ہے رات کا بیشتر حصہ اسی گشت میں صرف ہو جاتا ہے۔ اب اگر نوافل کی توفیق بھی ہوتی ہے تو اس صورت سے کہ طبیعت کسلمند۔ تکان اور سستی کے باعث نشاط مفقود ہو۔
(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل تنہا پڑھیں۔ لمبے لمبے سجدے کئے۔ سکون اور خشوع و خضوع کی حالت یہ تھی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ خیال ہوگیا کہ شاید روح قبض ہوگئی۔ اور پھر یہ خیال کچھ ایسا درجہ یقین کو پہنچا کہ عائشہ صدیقہؓ نے پائے مبارک چھو کر حرکت محسوس کی تب	جب حلوا کھایا گیا تو اس میں بے اعتدالی ہوئی۔ اور اگر ایک مرتبہ اعتدال اور احتیاط سے کام لیا بھی گیا۔ تو پھر آس پڑوس، دوست احباب کے ہاں سے عجیب عجیب تکلفات کے ساتھ جب حلوے پہنچے تو لامحالہ بے احتیاطی ہوگئی۔ اب ایک طرف معدہ میں حلوا جیسی ثقیل غذا۔ مزید براں اس گشت کا تکان۔ آپ ہی فرمائے۔ نشاط کہاں باقی رہے اور طبیعت پر سکون کیسے پیدا ہو۔ اگر کسل اور تکان کو زائل کرنے کے لئے یہ تدبیر سوچی گئی کہ محلہ کی مسجد میں چائے پکتی رہے۔ احباب نمازیں اور نوافل پڑھتے رہیں۔ چائے نوشی ہوتی رہے۔ موقعہ ہو تو جماعت بھی کر لی جائے اور چراغاں بھی ہو جائے ورنہ محلہ کے جب سب احباب جمع ہوں گے تو گیس کا ہونا تو لازمی ہے۔ یہ سب کچھ کر لیا گیا۔ مگر دوستو اور بزرگو کیا سنت یہی تھی۔ افسوس آپ نے سب کچھ جد وجہد کی۔ مگر وہ سنت کے

تب اطمینان ہوا

کے مخالف ہی رہی۔

کہاں تنہائی میں یاد خدا اور ذکر و شغل میں استغراق اور کہاں شور و شغب

دنیادار صاحبان اور شب برات مثل مشہور ہے "چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"۔ جب خواص کی بے اعتدالی کی یہ حالت ہو۔ تو عوام کی تو شکایت ہی کیا۔ انہوں نے اس مبارک شب کو ہر قسم کی لغویت فضول خرچی۔ اور اسراف کا ایک مناسب زمانہ خیال کرلیا۔ اور کچھ اور غور سے کام لیا جائے تو صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ دیندار صاحبان نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سنتوں کے مقابلہ پر کچھ نئی سنتیں ایجاد کیں تو ان کے نوجوانوں نے بزرگوں سے آگے بڑھ کر معاذ اللہ خدا سے مقابلہ شروع کردیا۔ ملاحظہ ہو۔

ہمارے نوجوانوں نے جو اسلام کے نونہال، گلشن ملت کے تازہ پھول ہیں ان سب نے خداوند عالم کے اعلان رحمت کا استقبال کس چیز سے کیا۔ آتش بازی سے۔ اُس طرف سے رحمت کی گھٹائیں امنڈ امنڈ کر آتی ہیں۔ مگر افسوس اس جانب سے اُن کا مقابلہ آتشیں لہو لعب اور شورہ بارود کی بدبو سے کیا جاتا ہے۔ یعنی (۱) لغو کام سے جو مومن کی شان کے منافی ہے اور اُس کی فلاح اور کامیابی کے لئے سم قاتل ہے۔ ارشاد الٰہی ہے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون۔ والذین ھم عن اللغو معرضون الایۃ۔ یعنی وہی مسلمان کامیاب ہیں جو نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو لغو سے منہ موڑتے ہیں۔ جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

سابق حدیث کے بموجب باری عز اسمہٗ کی طرف سے شب بھر اعلان ہوتا رہتا ہے کہ کیا کوئی طالب مغفرت ہے کہ اُس کی مغفرت کردوں۔ کیا کوئی طالب رزق ہے کہ اس کو رزق دوں۔ کیا کوئی مبتلا ہے کہ اُس کو عافیت بخشوں۔

(۲) اسراف اور فضول خرچی سے۔ جس کے متعلق خداوندی ارشاد ہے۔ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْۤا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (سورۂ بنی اسرائیل) فضول خرچ شیطان کے بھائی ہیں۔

افسوس۔ آج ایک طرف ہماری حالت یہ ہے کہ ذلت کی آخری حد پر ہم کھڑے ہیں۔ فاقہ اور افلاس سب طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

اور دوسری طرف لاکھوں روپیہ سالانہ ہم اس فضول بیہودہ اور دل
آزار رسم پر خرچ کر دیتے ہیں۔ غور کیجئے اگر فی ضلع کم از کم مبلغ پانچہزار روپیہ
بھی اس لغویت پر خرچ کیا جاتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ
ہندوستان کے مسلمان تقریبًا دس لاکھ روپیہ ہر سال ایک حرام فعل
پر خرچ کر دیتا ہے۔

جبکہ اس کے کروڑوں بھائی فاقہ میں مبتلا۔ کروڑوں بہنیں پریشان
حال گھر کے گوشوں میں منہ چھپائے، خالی پیٹ، خستہ حال تمنا کرتی
رہتی ہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ ایسا ہو جو ہمارا فاقہ توڑنے کی کوئی سبیل
پیدا کرے۔

ان کے ماسوا اُن کے مدارس قلاش۔ اسلامی ادارے افلاس
کے باعث ناکام۔ افسوس اگر اس رقم کو تعلیم میں صرف کیا جائے
تو ہندوستان میں دار العلوم دیوبند اور مدرسہ شاہی مراد آباد جیسے
دس دار العلوم قائم کئے جا سکتے ہیں۔ جن میں پندرہ بیس ہزار
فرزندان توحید تعلیم حاصل کریں۔ سیکڑوں تبلیغی اور سیاسی ادارے
کامیابی کے ساتھ چلائے جا سکتے ہیں۔

یوں تو ہر قدم پر کانگرس اور مسلم لیگ کا شور و غل ہے۔ مسلم لیگی کانگرسی مسلمان کو کافر خیال
کرتا ہے (معاذ اللہ) مگر افسوس اس شب میں کوئی خیال نہیں کرتا کہ کس قدر روپیہ مسلمانوں کا تباہ
ہوتا ہے۔ اور کس کی جیب میں جاتا ہے۔ انگریز یا ہندو کی جیب میں۔ وہ انگریز جو دنیا بھر میں مسلمانوں
کو برباد کر رہا ہے۔ جو فلسطین میں عربوں کے مقدس خون کی ندیاں بہا رہا ہے۔ اُن کی عورتوں کو ذبح
کر رہا ہے۔ بچوں کو یتیم کر رہا ہے۔ جس نے آزاد سرحد کے مجاہد مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا ہے۔
تقریبًا دو لاکھ روپیہ روزانہ کے گولے اُن غریبوں پر پھینک کر اُن کو خانماں برباد کر رہا ہے۔
آہ مسلمان۔ او مسلمان ـــ اے مسلم نوجوان کیا تو اس لئے پیدا کیا گیا تھا۔ کیا تیرا کام یہی تھا

کیا تجھے وہ دن بھی یاد ہے کہ جب ہندوستان پر حملہ آور ہوا تھا۔ عبدالملک بن مروان کی حکومت کا زمانہ ہے۔ عراق کا گورنر حجاج ہے۔ اطلاع دی گئی کہ ہندوستان میں کچھ مسلمان مرد اور عورتیں راجہ سیون سے دایس عرب جارہے تھے۔ اور جن کا جہاز ہوا کی مخالفت سے جدہ کے بجائے کراچی کے بندرگاہ پر آلگا تھا، گرفتار کر لئے گئے۔ اور وہ حجاج کو یاد کر رہے ہیں۔ حجاج کا بھتیجا محمد بن قاسم ہے جو عمر صرف ۱۸ سال۔ سبزہ آغاز۔ جوانی کی ساری امنگیں دل میں۔ وہ فوراً ہندوستان پہنچنے کے لئے آمادہ ہوتا ہے۔ خلافت کی جانب سے جہاد کا اعلان ہوتا ہے۔ عربی قبائل کے لڑکے ہر طرف سے جمع ہو جاتے ہیں۔ اپنے گھوڑے، اپنے ہتھیار، اپنا ساز و سامان۔ یہ سب آکر مجاہدین میں نام لکھا دیتے ہیں۔ اور عرب کے پانچ چھ ہزار نوجوان بلکہ لڑکوں کا لشکر تیار ہو جاتا ہے۔ جن کے سردار کی عمر صرف ۱۸ سال ہے۔

عربی چھوکروں کا یہ لشکر سرحد پر پہنچتا ہے۔ دریائے اٹک راستہ روک لیتا ہے۔ تو حکم ہوتا ہے کہ دریا میں گھوڑے ڈال دئے جائیں۔ یہ نوجوانان ملت ہیں۔ یہ نونہالان قوم ہیں۔ عربی ماؤں کے جگر پارے ہیں ہاشمی باپوں کے نورِ چشم ہیں۔ اسمٰعیلی خاندانوں کے چراغ ہیں۔ اٹک۔ طوفانی اٹک کی لہروں میں گھوڑے دوڑ رہے ہیں۔ اور اسی حالت میں دریا پار کر کے حملہ آور ہوتے ہیں۔ ہزاروں لاکھوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے شام تک قلعہ فتح کر لیتے ہیں۔

آہ مسلمان ——— یہ تھی فتح و نصرت جب تو سچا مسلمان تھا ——— اور آج تو نے خدا کو بھلایا۔ خدا نے تجھ کو بھلا دیا

آ۔ واپس آ۔ رحمت عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے دامن کو مضبوط تھام۔ سنت نبوی کو مشعل راہ بنا۔ پھر کمر ہمت کس اور ساری دنیا پر ایک نظر ڈال۔ اور طے کر لے کہ مجھے مسلمان ہونا ہے مجھے فاتح عالم بننا ہے۔ مجھے پھر سمندر میں گھوڑے دوڑانے ہیں۔ اور پھر کلمۃ اللہ کو بلند کرنا ہے۔ اور پھر شہادت کی موت احمر کے لئے مشتاق بننا ہے۔

ہیں بلبل نالاں ہوں اس اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں۔ محتاج کو داتا دے

فلسفۂ ایمان ——— از مولانا سید محمد میاں صاحب قائد التحریر رسالہ "قائد"

وجودِ خالق کی روشن دلیل

پہلی مجلس

صبح کے سہانے وقت۔ جبکہ نورانی شعاعوں نے شب بیدار آسمان کی پیشانی کو منور کردیا تھا اللہ کے نیک بندے نماز سے فارغ ہوچکے تھے۔ اور تازہ دم ہلکے پھلکے پرندے اپنی اپنی بولیوں سے سبوح قدوس کی تسبیح وتقدیس کررہے تھے۔ اور وجد وطرب کے عالم میں کبھی ڈالیوں پر بیٹھتے کبھی گلشن کے پھولوں کو چوم رہے تھے۔ ہمارے مکالمہ کے ہیرو رفیق اور خلیل کچھ باتیں کرتے ہوئے ایک باغیچہ میں پہنچے جس کا نام رحمٰن گلشن تھا۔

یہ رحمٰن گلشن۔ ایک عجیب وغریب باغ تھا۔ اس کے چاروں طرف بڑی مضبوط چہاردیواری تھی اُس میں جابجا جھروکے تھے جن پر نہایت خوبصورت محرابیں اور بجلی کے نفیس اور رنگ برنگ قمقمے۔ باغ کے اندر صاف اور خوبصورت ہموار روشیں۔ روش کے دونوں طرف رنگ برنگ پھولوں کے پودے۔ کناروں پر خوبصورت گملوں کی نہایت موزوں قطار باغ کے سامنے بیچ میں بڑی عالی شان کوٹھی۔ جس کے ہر ایک گوشہ میں نفیس ترین گل کاری۔ چاروں طرف سنگ مرمر کے خوبصورت حوض جنکو ایک صاف اور ستھری نہر نے ایک دوسرے سے ملا رکھا تھا فواروں کا ترشح۔ ساون بھادوں کی سدا بہار کہتا تھا۔ مصنوعی آبشاروں نے ہمالیہ کی برف پوش چوٹیوں کی سینری کو بھی مات کر رکھا تھا۔

کوٹھی کے چاروں طرف دل آویز سبزہ کا مخملی فرش بچھا ہوا تھا۔ کوٹھی کے دریچے اُن پر سنہری روپہلی گلکاری اور اُن پر زربفت مخملی پردے۔ غرض ایک عجیب نظارہ تھا۔

کوٹھی کی مناسب بلندی۔ نہایت موزوں آثار۔ خوبصورت اور عالیشان دروازے۔ بہترین انجنیری کی مثال پیش کررہے تھے۔

رفیق اور خلیل اس باغ اور کوٹھی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے تعجب کے ساتھ اُسکی ہر چیز کی سیر کررہے تھے

انہوں نے ایسا خوبصورت باغ اور ایسی عجیب و غریب کوٹھی کبھی نہ دیکھی تھی۔ یہ دونوں ہر چیز کی تعریف کرتے کرتے تھکے جا رہے تھے۔ خلیل نے تعریف کرتے کرتے کہا۔ باغ اور کوٹھی بیشک تعریف کے قابل ہیں۔ مگر اس سے زیادہ تعریف کا مستحق وہ ہے جس نے اس کا عجیب و غریب نقشہ تیار کیا اور اس کو بنوایا۔

رفیق۔ آپ پھر پہنچے اسی دقیانوسی خیال پر یہ بھی کوئی بات ہے کہ ہر چیز کا بنانے والا کوئی ہو۔

خلیل۔ سبحان اللہ۔ پھر یہ کوٹھی اور باغ کیسے تیار ہو گئے۔

رفیق۔ اچھا آپ کیسے پیدا ہو گئے۔ یہ پہاڑ کیسے پیدا ہو گئے۔ پھول بوٹیاں کیسے پیدا ہو گئیں۔ ایسے ہی یہ باغ بھی بن گیا۔ اور اسی طرح یہ کوٹھی بھی کھڑی ہو گئی۔

خلیل۔ آپ دل کی بات کہہ رہے ہیں یا مذاق ہے۔

رفیق۔ مذاق کیسا حقیقت یہی ہے۔ ورنہ تم ہی بتاؤ اسکا بنانیوالا کہاں ہے۔ اسکی کیسی شکل ہے۔ کیسا حلیہ۔ کیا کرتا ہے کیا نام

خلیل۔ جناب من مالک اور بنانے والے کو میں نے کبھی دیکھا نہیں۔ ورنہ اُس کا حلیہ بھی بتا دیتا۔ باقی نام۔ وہ خود باغ کے نام سے معلوم ہوتا ہے۔ عبدالرحمٰن یا رحمٰن بخش ہوگا۔

رفیق۔ خوب۔ آپ کو بن دیکھے ایمان لانے کی خوب مشق ہے۔ سنی سنائی بات کا اعتبار ہی کیا۔ جب یہاں کوئی نظر نہیں آتا۔ تو صاف ظاہر ہے کہ اُس کا کوئی بنانے والا یا مالک بھی نہیں۔

خلیل۔ کیا اگر آپ نے کسی چیز کو نہیں دیکھا تو وہ موجود بھی نہیں۔ ہم نے اپنے دادا اور پردادا کو نہیں دیکھا مکہ معظمہ یا مدینہ طیبہ کو یا بادشاہ کو نہیں دیکھا۔ زمین گول ہے یا چپٹی، ساکن ہے یا متحرک۔ غرض ہزاروں چیزیں ہیں اور سب سے مقدم اپنی روح اور اپنی جان۔ خود اپنے اندر کی تکلیف یا مسرت۔ ہم نے آجتک ان میں سے کسی چیز کو بھی نہیں دیکھا۔ تو کیا وہ موجود بھی نہیں

رفیق۔ جناب من۔ ان تمام چیزوں کے آثار تو موجود ہیں۔

خلیل۔ تو کیا یہ باغ یہ کوٹھی اس کی عجیب و غریب صنعت اپنے بنانے والے کے لئے آثار نہیں۔

خلیل اور رفیق دونوں اس قسم کی بحث کرنے لگے۔ باغ کے دوسرے سیر کرنے والے بھی انکی بحث سننے لگے۔ رفیق کی زبان تو بند نہیں ہوئی۔ مگر سننے والوں کا فیصلہ یہی تھا کہ جنون کی بہت سی قسمیں ہیں۔

دیکھو باغ دیکھ کر ہم یقین کر لیتے ہیں کہ کوئی اس کا لگانیوالا ہے۔ نشان قدم دیکھ کر سمجھ جاتے ہیں کہ کوئی گزرنے والا ہے۔ عالیشان خوبصورت کوٹھی دیکھکر یقین کر لیتے ہیں کہ اس کا بنانیوالا بہت بڑا ماہر ہے۔ تو کیا یہ زمین، یہ اونچا آسمان، یہ سربلند پہاڑ، یہ اُنکی برف پوش چوٹیاں، موجیں مارنے والے سمندر، روشن آفتاب، نورانی چاند تارے، اور ان سب کا ایک مستحکم نظام، یہ رات یہ دن، یہ موت حیات صحت، بیماری وغیرہ وغیرہ ہمیں یقین نہیں دلائیں گے کہ ان کا ہم

ہم بھی کوئی بنانیوالا ہے جو سب سے زیادہ دانا اور علیم ہے اور سب سے زیادہ قوی اور قاہر

اصحاب صفہ رضوان اللہ عنہم اجمعین

اصحاب صفہ کون کون حضرات تھے

(از حضرت مولانا محمد شفیع صاحب سہسرامی استاذ جامعہ عثمانیہ معینیہ اجمیر شریف)

کناز ابن حصین غنوی۔ کنیت ابو مرثد۔ بدری ہیں۔ عبادہ بن ثابت اور آپ کے درمیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کر دیا تھا۔ حضرت حمزہ کے حلیف تھے۔ حدیث لا تصلوا فی القبور ولا تجلسوا علیہا آپ سے مروی ہے۔ امام واقدی نے تاریخ وفات ۱۲ھ بیان کی ہے۔

فضالہ بن عبید۔ کنیت ابو محمد۔ اُحد اور ما بعد کے تمام مشاہد میں شریک ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، فاروق اعظم، ابوالدرداء وغیرہ صحابہ کی ایک جماعت سے آپ روایت کرتے ہیں ابو علی شمامہ۔ علی بن رباح۔ کعب قرظی۔ ابویزید خولانی وغیرہ محدثین عظام نے آپ سے روایت کی ہے ابوالدرداء، دمشق کے قاضی تھے۔ قریب المرگ حضرت معاویہ نے دریافت کیا کہ اس جگہ کے لئے کون مناسب ہوگا۔ آپ نے فرمایا فضالہ۔ چنانچہ بعد وفات ابوالدرداء۔ فضالہ دمشق کے قاضی بنا دیے گئے۔ حضرت معاویہ اُن کی بڑی قدر و منزلت فرماتے تھے۔ فتح روم میں آپ شریک تھے۔ خلافت معاویہ ۵۳ھ میں وفات ہوئی۔ حضرت معاویہ نے آپ کے جنازہ کو کندھا لگایا

عقبہ بن عامر جہنی۔ کنیت ابو حماد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور فاروق اعظم سے روایت کی ہے۔ صحابہ میں سے جابرؓ، ابن عباسؓ، ابوامامہؓ وغیرہ نے آپ سے روایت کی۔ اس کے علاوہ علماء و تابعین کی ایک کثیر جماعت نے آپ کی روایات کی روایت کی ہے۔ آپ بڑے عالم فاضل۔ کاتب۔ قاری فقیہ اور طلاقت لسان شاعر تھے۔ آپ نے بھی قرآن جمع کیا تھا۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا قرآن جس میں آپکے دستخط بھی ہیں اسوقت تک مصر میں موجود ہے۔ آپ کی ترتیب اُس کی ترتیب کے خلاف تھی۔ آپ سیاہ خضاب لگایا کرتے تھے۔ امیر معاویہ کی طرف سے آپ مصر کے حاکم تھے۔ امیر معاویہ کے آخر عہد خلافت ۵۸ھ میں وفات ہوئی۔ مصر کی ایک مقطم نامی پہاڑی پر مدفون ہیں۔

عتبہ بن عبد السلمی۔ کنیت ابو الولید۔ اصلی نام عقلہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عتبہ رکھ دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت کی ہیں۔ حکیم بن عمیر۔ راشد بن سعد۔ شرحبیل بن شفعہ وغیرہ محدثین کرام آپ سے روایت کرتے ہیں۔ یوم قریظہ میں آپ بارہ سال کے تھے مگر کسی کے ہمراہ شریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قلعہ میں تیر پھینکنے والے کو جنت کی بشارت دی۔ عقبہ کا بیان ہے کہ میں نے تین تیر پھینکے۔ امام واقدی نے ۸۷ھ تاریخ وفات لکھی ہے۔

عتبہ بن غزوان۔ کنیت ابو عبد اللہ۔ قدیم الاسلام ہیں۔ بدر اور تمام غزوات میں شریک ہوئے ہجرت کرکے حبشہ تشریف لے گئے تھے۔ واپس آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں رہے۔ پھر حضرت مقداد بن عمر کے ساتھ مدینہ ہجرت فرمائی۔ فاروق اعظم کی جانب سے بصرہ کے حاکم تھے۔ فاروق اعظم آپ کا بہت احترام فرمایا کرتے تھے۔ حسن سیرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حسن صورت بھی مرحمت فرمایا تھا۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرتے تھے۔ عتبہ بن ابراہیم۔ خالد بن عمیر العدوی۔ حسن بصری وغیرہ اکابر آپ سے روایت بیان کرتے ہیں۔ امام ترمذی کا بیان ہے کہ حسن بصری کی سماعت عتبہ سے ثابت نہیں ہے۔ مگر دیگر محدثین نے سماعت ثابت کی ہے۔ حضرت عتبہ نے فاروق اعظم کی خدمت میں استعفےٰ پیش کیا۔ مگر آپ نے منظور نہ فرمایا۔ بالآخر امور سلطنت مجاشع بن مسعود اور مغیرہ بن شعبہ کے سپرد کرکے عازم حج ہوئے۔ مکہ معظمہ سے واپسی میں سواری سے گر کر ۱۷ھ میں وفات ہوئی۔ آپ کا خطبہ محدثین نے بطرق متعددہ روایت کیا ہے۔ اس خطبہ کو دیکھ کر ابتدا عہد اسلامی کا نقشہ نظروں کے سامنے آجاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ابتدا میں درختوں کی چھال کھا کھا کر ہم لوگ گزارہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے جبڑے چھل چھل جایا کرتے تھے۔ اسی عہد کا ذکر ہے کہ حضرت عتبہ کو کہیں سے ایک چادر مل گئی۔ تو اس کے دو ٹکڑے کرکے ایک کا خود تہبند بنا لیا۔ دوسرا ٹکڑا سعید بن مالک کو دیدیا۔

اغر۔ آپ قبیلہ مزن کے رہنے والے ہیں۔ ابن قانع نے آپ کے مزنی ہونے کا انکار کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری کے استاذ حضرت مسعر نے جہنی بیان کیا ہے۔ مگر دیگر محدثین کی تحقیق ہے کہ آپ مزنی تھے۔ آپ سے حدیث تنام عینای ولا ینام قلبی مروی ہے۔ آنحضرت اور صدیق اکبر سے روایت کرتے ہیں۔ بعض اہل سیر کا خیال ہے کہ سلیمان بن یسار نے حضرت اغر سے روایت کی ہے۔

مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ حافظ ابن عبداللہ نے اس خیال کی تغلیط کی ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے صاحبزادے ابوبردہ۔ معاویہ بن قرہ وغیرہ اہل بصرہ نے آپ کی روایات بیان کی ہیں۔

براءؓ بن مالک انصاری۔ آپ حضرت انسؓ کے حقیقی بھائی ہیں۔ احد اور بعد کے تمام مشاہد میں شرکت کی۔ آپ کے فضائل و کمالات بہت ہیں۔ شجاعت جواہرات فضائل سے ہے آپ کی گھٹی میں پڑی تھی۔ آپ کی شجاعت و جلادت حد تہور کو پہنچ چکی تھی۔ میدان کارزار میں جس جگہ کفار کا اژدہام و ہجوم ہوتا اُسی جگہ ایسا دلیرانہ حملہ کرتے کہ تنہا کشتوں کے پشتے لگا دیتے۔ رزمی شمائم دلائل کی مطلق پروا نہ کرتے ہوئے صفِ اعدا میں گھستے اور کامران و بامراد واپس آتے۔ مگر چونکہ اُن کی دلیری حد اعتدال سے متجاوز ہو چکی تھی۔ فاروق اعظم نے امتناعی حکم نافذ فرما دیا تھا کہ براء بن مالک کو امیر الجیش نہ بنایا جائے تستر۔ سوس۔ طابلس وغیرہ مقامات کی فتح میں شریک ہوئے۔ بالآخر جنگ تستر میں شہید ہوئے۔

بشیرؓ بن الخصاصیہ۔ آپ کا اصلی نام زحم تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر بشیر رکھا۔ بصرہ میں قیام پذیر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ بشیر بن نہیک۔ جری بن کلیب۔ دیلم لدوی وغیرہ علما نے آپ سے روایت کی ہے۔ حافظ ابوعمر بن عبدالبر وغیرہ کا خیال ہے کہ خصاصیہ آپ کی والدہ کا نام ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ خصاصیہ بشیر کی پردادیوں میں تھیں۔

ثابتؓ بن ودیعہ انصاری۔ کنیت ابوسعد۔ امام ترمذی تاریخ صحابہ میں لکھتے ہیں۔ کہ ثابت کے والد کا نام یزید تھا۔ ودیعہ ان کی والدہ تھیں۔ کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اس لئے آپ کا شمار کوفیین میں ہے۔ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ تھے۔ آپ گوہ کے متعلق ایک حدیث براء بن عازبؓ نے روایت کی ہے جس کی صحت میں محدثین مختلف ہیں۔ دارقطنی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ شیخ ابوذر ہروی نے بھی مستدرک علی الصحیحین میں تخریج کی ہے۔ یزید بن وہب۔ عامر بن سعد وغیرہ علما نے آپ سے روایت کی ہے۔

ثوبانؓ بن بجدد۔ کنیت ابوعبداللہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص تھے۔ سفر و حضر میں فیض صحبت سے مستفیض ہوتے تھے۔ یمن کے رہنے والے ہیں۔ گرفتار ہو کر حضرت کی خدمت میں لائے گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد فرما دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شام تشریف لے گئے۔ اولاً رملہ پھر حمص میں مستقل قیام رہا۔ آنحضرتؐ سے بہت سی حدیثیں یاد کی تھیں۔ جبیر بن نفیر۔ ابوادریس خولانی۔ معدان بن ابی طلحہ وغیرہ ایک جماعت علمائے تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔ (باقی)

تاریخ اسلام

حضرت بلال اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما

(از حضرت علامہ سید محمد میاں صاحب)

جبر و استبداد اور آزادی ضمیر کا مقابلہ سیدنا بلال (امیہ سے خطاب کرتے ہوئے) بیشک میں محبوب رب العالمین کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہوں۔ یقیناً میں حضور کا ادنیٰ نیازمند ہوں۔ مجھے کچھ پروا نہیں کہ دنیا مجھے کیا کہے گی۔ یا آپ میرے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔

امیہ بن خلف۔ او گستاخ۔ خاموش۔ کیا بک بک کرتا ہے۔ تجھے خبر نہیں۔ تو میرا زرخرید غلام ہے۔ تیری حقیقت میرے سامنے ہیچ ہے۔ میں تیرے جسم، تیری عقل اور تیرے دماغ کا مالک ہوں۔ تیری روح اور جان میرے قبضہ میں ہے۔ تیرے ضمیر اور تیرے عقیدہ پر مجھے اختیار حاصل ہے۔ تیری صداقت اور دیانت میری مٹھی میں ہے۔ تجھے وہی کہنا ہوگا جو میں کہوں۔ اسی راہ پر چلنا ہوگا جس پر میں چلاؤں۔ تجھے کب اختیار ہے کہ میری رائے اور میری مرضی کے خلاف کوئی مذہب اختیار کرے۔ تو میرا غلام ہے۔ غلام ہے۔

سیدنا بلال۔ رضی اللہ عنہ۔ بیشک میں آپ کا زرخرید غلام ہوں۔ آپ کا مملوک ہوں آپ کا خادم ہوں۔ آپ کے ہاتھ میں قید ہوں۔ مجھے اس کا کب انکار ہے۔ میں نے کب آپ کی خدمت میں کوتاہی کی۔ آپ مجھے کسی کام کا حکم کیجئے میں تعمیل کے لئے سو جان سے حاضر ہوں۔

جب دوپہر کی چلچلاتی تیز دھوپ ہر طرف آگ برسا رہی ہو۔ لق و دق میدان کا ریگ تنور کی بھوبل بن رہا ہو۔ آپ مجھے پہاڑ کے پتھر ڈھونے کا حکم فرمائیں۔ اور میری حکم برداری کا امتحان کریں۔ اور جب آدھی رات کی اندھیری گھٹا ٹوپ ہو۔ نیلی نیلی اور کالی کالی گھٹائیں ہر طرف سے اُمنڈ اُمنڈ کر آرہی ہوں۔ تڑپتی ہوئی بجلی نے آسمان کے کناروں میں شعلے بھڑکا رکھے ہوں۔ اور موسلادھار بارش اور تیز و تند ہوا کے جھونکوں نے زمین پر سمندر کا طوفان برپا کر رکھا ہو۔ آپ مجھے گھنے جنگل کے جھنڈوں میں گھس جانے کا حکم دیں۔ اور بچشم خود ملاحظہ فرمائیں کہ میں کس طرح شیروں اور چیتوں کے جھنگوں میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

مگر میرے محترم میرے آقا۔ ضمیر کی آواز اور عقل و بصیرت کی روشنی ایک دوسری چیز ہے جس کی نہ بیع ہو سکتی ہے نہ وہ کسی کی غلام بن سکتی ہے۔ بیشک آپ نے روپیہ خرچ کیا۔ آپ نے بلا شبہ خریدا۔ مگر میرے

آقا! آپ نے میرے جسم اور میری خدمات کو خریدا۔ آپ نے میرے ضمیر کو ہرگز نہیں خریدا۔ معاف فرمائیے۔ عقیدہ مملوک نہیں ہو سکتا۔ ضمیر غلام نہیں بن سکتا۔ اس کی سچی آواز پر کوئی بندش نہیں عائد ہو سکتی۔

(امیہ بن صلت) عقلمہ سے۔ جھنجھلا کر۔ او ہو۔ اب تو آپ منطقی ہو گئے ہیں۔ دو ہی دن میں یہ زبان درازی۔ بک بک مت کرو۔ کیا تو میرا مملوک نہیں۔ گستاخ غلطے ــــ میں تیرا آقا ہوں۔ تیرا مالک ہوں تیرے ہاتھ پاؤں، آنکھ ناک۔ تیرے دل، دماغ ہر چیز کا مالک ہوں۔ تجھے میرے سامنے زبان چلانے کا کیا حق ہے میں تیری زبان کا بھی مالک ہوں سلئے پھرتا ہے ضمیر کی آواز۔ عقائد۔ عقائد۔ ضمیر کی آواز ہے کیا چیز؟ جو میرا حکم ہے وہی ضمیر کی آواز ہے ــــ بک بک کر رہا ہے۔ آج بکتا ہے "آپ نے میرے ضمیر کو ہرگز نہیں خریدا" ابھی بتاتا ہوں۔ خریدا یا نہیں۔ ایسی تیری چمڑی ادھڑواتا ہوں۔ جب پتہ چلے گا۔ ضمیر کو خریدا یا نہیں۔

او ــــ ارے یہاں ہے کوئی۔ (ایک دوسرے غلام سے) چل جلدی چل۔ مار اس کمبخت کے جوتے۔ مار

(ایک دوسرے غلام سے) ارے او۔ میرا انٹر کہاں ہے۔ لا جلد لا۔

(لڑکوں سے) جاؤ موٹا رسا لیکر آؤ۔

رسا لا گیا۔ انٹر حاضر کیا گیا۔ العیاذ باللہ۔ دوسرا غلام کفش زنی سے حکم کی تعمیل کر رہا ہے۔ ہاتھ پاؤں باندھ دیے گئے۔ آوارہ گرد لڑکوں کو بلا کر اُن کے حوالہ کر دیا گیا۔ مکہ کی گلیاں اور سڑکیں ہیں۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ رسوں سے جکڑے ہوئے ہیں۔ آوارہ لڑکے گرداگرد ہیں اور وہ گستاخیاں کر رہے ہیں جن کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ اُن کی تحریر سے سینۂ قلم بھی شق ہوا جاتا ہے۔ لیکن سیدنا بلال رضی اللہ عنہ۔ حلاوتِ ایمان سے بہرہ اندوز ہو چکے ہیں۔ خدا اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقدس عشق سے تفتیدہ جگر ہو چکے ہیں۔ قلب مبارک کے عرش پر نورِ وحدت جلوہ فرما ہو چکا ہے۔ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) راحت جان ہے۔ اور سکون روح۔ اُس کے سامنے جو کچھ ہے ہیچ ہے۔

شام ہوئی۔ لڑکے تھک گئے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو کشاں کشاں لایا گیا۔ امیہ کے سامنے کھڑا کیا گیا۔ اُمیہ۔ کیوں بے۔ بلال۔ دیکھا۔ کہو۔ آزادی ضمیر کی کیا کیفیت ہے۔ اب مزاج درست ہوئے یا کچھ اور خواہش ہے۔ بولو۔ محمد اور محمد کا خدا اچھا ہے یا لات۔ اور عزیٰ

سیدنا بلال ــ نے تیز تیز نگاہیں امیہ پر ڈالیں۔ قلب مبارک میں حرارت پیدا ہوئی۔ غیرت ایمانی سے دماغ کھولنے لگا۔ اگرچہ مستقبل کے مصائب کا نقشہ سامنے تھا۔ مگر سکون ایمانی نے ہر ایک اضطراب کو

اطمینان سے بدل دیا تھا۔ مصائب سے زیادہ مصائب کے ثواب پر نظر تھی۔ اپنی حرمت و عظمت اپنے راحت و آرام سے کہیں زیادہ عشق کی عزت اور ناموس محبت کا احترام غلبہ پائے ہوئے تھا۔ آپ کچھ خاموش رہے پھر فرمایا۔

کوڑا آپ کے ہاتھ میں ہے جس سے چمڑے کی دھجیاں بکھیری جا سکتی ہیں۔ رسیاں آپ کے سامنے ہیں جس سے بدن کا ایک ایک بند باندھا جا سکتا ہے۔ تلوار آپ کے پاس ہے جس سے ایک ایک بوٹی الگ کی جا سکتی ہے نیز آپ کے قبضہ میں ہے جس سے قلب و جگر کو چھیدا جا سکتا ہے۔ لیکن کیا آپ ضمیر کو گرفتار کر سکتے ہیں۔ عقائد کو پابند سلاسل کر سکتے ہیں۔ نور ایمان کو حریم قلب سے خارج کر سکتے ہیں۔ ممکن نہیں۔ ممکن نہیں۔ ممکن نہیں۔ اللہ احد۔ احد۔ احد۔ احد۔ احد

امیہ۔ اچھا۔ ابھی الیخولیا دور نہیں ہوا۔ اچھا ـــ صبح ہونے دو۔

چند گھنٹے گزرے۔ مشرق کی طرف سے آتشیں پیالہ نمودار ہو چکا۔ جس کو آفتاب کہا جاتا ہے۔ شعلہ بار شعاعیں۔ آتشیں تیر زمین پر پھینک رہی ہیں۔ عرب کے ریگستان کا چپہ چپہ تنور بن چکا ہے۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو آج صبح ہی سے رسیوں میں جکڑ دیا گیا ہے۔ لڑکوں کو ان کے پریشان اور تنگ کرنے کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ببول کے کانٹے ہاتھ میں دیئے گئے۔ کہ بدن میں گڑو دیں۔ امیہ بذات خود اس عذاب دینے میں مصروف ہے آخر جھنجلا کر۔ اچھا۔ اس کو کھینچتے ہوئے باہر لے چلو۔ دھوپ میں لیجاؤ۔

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کو میدان میں چلکتی ہوئی دھوپ میں تپتے ہوئے ریگ پر لٹا دیا گیا۔ چاروں طرف آگ سلگا دی گئی۔ بھاری پتھر سینہ پر رکھدیا گیا۔ کہ حرکت نہ کر سکیں۔ لیکن کیا قلب بلال کو بھی دبا دیا گیا۔ اُف ـــ تکلیف سخت ہے ـــ سیدنا بلال کا سر چکرا رہا ہے۔ گرمی اور تمازت سے دماغ کھول رہا ہے۔ تھوڑے سے صبر کے بعد بیہوشی طاری ہو گئی۔ مگر لب اب بھی ہل رہے ہیں۔ زبان مبارک پر ایک کلمہ جاری ہے جو دل کی گہرائیوں سے امنڈ امنڈ کر حرم زبان تک پہنچتا ہے۔ اللہ احد۔ احد۔ احد۔ احد۔ احد

آفتاب کا چہرہ اس مصیبت کو دیکھتے دیکھتے زرد ہو گیا۔ اس نے مغرب میں منھ چھپا لیا۔ رات کی تاریک چادر نے فضا عالم کو امیہ کے نامہ اعمال کی طرح سیاہ کر دیا۔ سیدنا بلال کو رسیوں میں جکڑے ہوئے لایا گیا۔ امیہ نے ایک نظر سیدنا بلال پر ڈالی اور نہایت غرور اور تکبر کے لہجہ میں غلاموں کو حکم دیا گیا ـــ اس کو رسیوں میں باندھکر کوٹھری میں بند کر دو۔ اور رات بھر کوڑے مارتے رہو جنکی آوازیں سنتا رہوں ـــ صبح ہوئی دوسرا حکم ہوا۔ اس کو برہنہ کر کے بدن میں کانٹے گڑو دو۔ اور کل کی طرح میدان میں پتھر سے دبا کر لٹا دو۔ گرد گرد آگ جلا دو۔ جس دوزخ کی دھمکی محمد (صلعم) ہمیں دیتا ہے اس کو دنیا ہی میں دکھا دو۔ روایتیں مختلف ہیں

مگر اتنا ضرور معلوم ہے کہ ایک عرصہ اسی قسم کی تکالیف پر گزر گیا۔ لیکن بلال رضی اللہ عنہ کے پائے ثبات میں کوئی تزلزل نہ تھا۔[1]

ہر چند جور بیش محبت زیاد تست

منما کہ کمال انتہائے ارادتست

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان تکالیف کی خبریں پہنچ رہی ہیں۔ امیہ کو سمجھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر بے سود۔ لیکن عذاب دیتے دیتے اور نئی نئی تکالیف کی صورتیں سوچتے سوچتے امیہ بھی تنگ آ گیا ہے۔

ایک روز صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رحم و تخفیف کی سفارش بہت ہی زیادہ التجا کے ساتھ کی۔

امیہ (ناک چڑھی ہوئی، پیشانی پر سلوٹیں) اچھا اگر خیرخواہی ہے تو خرید لو۔ کچھ خرچو۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ - بولو، کیا مانگتے ہو۔ امیہ۔ اپنا رومی غلام دو اور چالیس اوقیہ

صدیق اکبرؓ - منظور۔ بیع ہوگئی۔ اب تو یقین کرو گے

حضرت صدیق اکبر کا یہ رومی غلام جس کا نام قسطاس تھا، بہت ہوشیار تھا۔ تجارتی جملہ کاروبار کا بہت زیادہ ماہر۔ ہزاروں دینار اس نے کما کر کافی دولت فراہم کی تھی۔ دس ہزار تک اس کی قیمت لگائی گئی تھی۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو فروخت کرنا پسند نہ کیا تھا۔ مگر اس میں ایک عیب تھا۔ وہ کافر تھا۔ خدا سے بیگانہ تھا۔ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اگرچہ ان کاروباری خوبیوں کے مالک نہ تھے۔ مگر سب سے بڑے وصف کے مالک تھے۔ یعنی خدا سے یگانہ تھے۔ رسول کے پروانہ تھے

امیہ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ صدیق اکبرؓ قسطاس غلام کو دیکر اپنا کاروبار چوپٹ کرلیں گے۔ اور مزید براں چالیس اوقیہ دیدیں گے۔ (فی اوقیہ چالیس درہم یعنی تقریباً ۷ سیر چاندی)

مگر شان صدیقی کے سامنے سیدنا بلال جیسے عاشق رسول کے مقابلہ پر تمام دنیا ہیچ تھی۔

آج صدیق اکبرؓ کا مشہور اور نامور غلام قسطاس۔ امیہ کا ہوگیا۔ سیدنا بلالؓ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے در دولت پر حاضر ہوئے۔ صدیق اکبر کے والد ماجد نے ایک کالا۔ سوکھا غلام دیکھا۔ جو قسطاس جیسے غلام کے عوض میں آیا تھا۔ صدیق اکبر کو بہت برا بھلا کہا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا۔ میں نے بلال کو خدا کے لئے خریدا۔ استدعا ہے کہ حضور والا اپنی خدمت کے لئے اُس کو قبول فرمالیں۔ میں اس کو آزاد کرتا ہوں۔

آج سے حبشی غلام جس کا نام بلال تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے دولت بداماں ہے

(باقی صفحہ ۵۸ پر)

[1] بعض روایتوں میں یہ تفصیل بھی ہے کہ اس کے بعد اس نے دوسری شرط لگائی کہ اسکی بیوی بھی دو۔ پھر تیسری مرتبہ شرط لگائی کہ اسکی لڑکی

علمی موتیوں کی بکھیر

۳۰ رمضان المبارک ۸۳ھ تک خاص الخاص رعایت

ذیل میں چند کتابوں کے نام درج ہیں۔ ان کے علاوہ ہر علم و فن کی اردو فارسی عربی کتابیں کتب خانہ فخریہ سے طلب کریں۔ پوری کفایت کے ساتھ فرمائش ارسال کی جائے گی۔ عنایت فرما کر پتہ صاف تحریر فرمائیں اور بہتر ہو کہ اپنے ہاں کے اسٹیشن کا نام بھی درج کریں۔

نام کتب	نرخ عام	نرخ خاص	نام کتب	نرخ عام	نرخ خاص	نام کتب	نرخ عام	نرخ خاص
ادجز المسالک شرح موطا امام مالک مکمل	عـہ	۱۲/ عـہ	ترجمہ احیاء العلوم (مذاق العارفین)	عـہ	عـہ	فتاوی عالمگیری (عربی)	عـہ	عـہ
اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ	عـہ	عـہ	تاریخ الاسلام کامل (تذکرہ	عـہ	عـہ	″ اردو	عـہ	عـہ
مظاہر الحق	عـہ	عـہ	بہادران اسلام)	عـہ	عـہ	فتاوی مولانا عبدالحی صاحب	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ
اکسیر اعظم	عـہ	لعہ	تذکرۃ الاولیا	لعہ	لعہ	فتاوی عزیزیہ کامل	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ
الفاروق کاغذ عمدہ	ہے	۸/ عـہ	حیات المسلمین	۸/ عـہ	۱۲/	فتاوی رشیدیہ	۹/	۸/ عـہ
″ معمولی کاغذ	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ	حیلۂ ناجزہ	۸/ عـہ	۱۲/	فتاوی اشرفیہ	۹/	۷/
الاسلام (مولانا شبیر احمد صاحب)	۵/	۳/	خیر المجالس کامل	۸/ عـہ	للعہ	فتاوی محمدی	۱۰/	۸/
العقل والنقل ″ ″	۱۰/	۷/	دروس التاریخ الاسلامی مکمل ۵ حصے	۱۱/ عـہ	عـہ	فیصلہ مقدمہ بہاولپور	عـہ	۱۲/
اعمال قرآنی مکمل	۵/	۳/	رسول کریم (مع اضافہ مولانا			فلسفہ تعلیم الاسلام	۸/ عـہ	عـہ
احسن الجواب	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ	فضل الرحمن صاحب	عـہ	۱۳/	فیض الستار ترجمہ کتاب الآثار	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ
بیضاوی شریف نادر سن	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ	سوانح حضرت ابوذر غفاریؓ	عـہ	۱۰/	قدوری عربی	۸/ عـہ	۱۲/ عـہ
بہشتی زیور مدلل کامل عمدہ کاغذ			سائنس جدید اور اسلام			قطبی	۱۲/	۹/
۱۱ حصے	۵/	۱۲/ ہے	(مولانا اشرف علی صاحب)	عـہ	۸/ عـہ	قصص الانبیاء کلاں	عـہ	۸/ عـہ
″ ″ معمولی کاغذ	للعہ	۸/ عـہ	شرح سلم ملا حسن	۸/ عـہ	۲/ عـہ	مفید الوارثین	۲/ عـہ	۱۴/
بہشتی زیور غیر مدلل مجلد	عـہ	۲/ عـہ	غایۃ الاوطار ترجمہ اردو در مختار	عـہ	عـہ	نشر الطیب	۸/ عـہ	۲/ عـہ
						نبراس شرح شرح عقائد نسفی	ــہ	صہ
تاریخ الاندلس	عـہ	نہ	غیاث اللغات	المعہ	۸/ ہے	وعظ سکھانے والی	عـہ	۸/ عـہ

مختصر فہرست قرآن شریف

۳۰ رمضان ۱۳۵۹ھ تک عمر کا سال ۱۴ ریں

۲ روپیہ فی روپیہ رعایت

موجودہ

تجارتی کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ گیٹ مراد آباد

چند سال پیشتر مراد آباد میں قرآن پاک یا دینیات کے لئے کسی مسلمان کی کوئی دوکان نہ تھی ساز را شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کتب خانہ کا قیام عمل میں آیا۔ جو پانچ سال سے نہایت نیکنامی کے ساتھ کام کر رہا ہے

حمائل شریف عکسی مترجم ۱۰؎

ترجمہ از حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر از حضرت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی۔ یہ ترجمہ اور چند پاروں کے فوائد سیدنا شیخ الہند اسارت مالٹا کے زمانہ میں مرتب فرمایا تھا۔ پھر اسکی تفسیر حضرت علامہ عثمانی نے مرتب کی ہے۔ یہ ترجمہ اور تفسیر اپنی عام فہم، مفید اور مستند ہونے میں یکتا مانا گیا ہے۔ اسکی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ پہلے ایڈیشن کے پانچ ہزار قرآن شریف تھوڑے دنوں میں ہی تمام تھ فروخت ہو گئے۔ ابکی مرتبہ نہایت خوبصورت طور پر لکھوا کر فوٹو لیکر بلاک تیار کئے گئے ہیں جن کے ذریعہ طباعت ہوتی ہے جو اپنی ظاہری و باطنی خوبیوں میں بے مثل ہے ہدیہ کاغذ قسم اول مجلد عہ غیر مجلد ۹؎، کاغذ قسم دوم مجلد ۸؎۔ غیر مجلد ۷؎

حمائل شریف مترجم مطبوعہ تاج کمپنی لاہور ۱۲؎

عکسی ہفت رنگ، دیدہ زیب طلائی نقش و نگار صحیح ترین، اسکی زیارت سے اسلامی آنکھوں میں نور دلوں میں سرور پیدا ہو رہا ہے یہ صحیح ترین قابل دید حمائل معنوی محاسن اور ظاہری خوبیوں کی حامل ہے۔ جس کی نظیر گزشتہ صدیوں میں چشم فلک نے نہیں دیکھی۔ ہدیہ کپڑے کی جلد ۵؎ ۱۰؎۔ چمڑے کی جلد ۱۲؎ ۱۲؎۔ چمڑے کی جلد ۲۰؎ لچکدار کنارے سنہری مبلغ ۲۰؎

عکسی قرآن شریف مطبوعہ انجمن حمایت اسلام لاہور ۲؎

یہ قرآن شریف اگرچہ غیر مترجم ہے مگر اپنی نظیر صرف آپ ہی ہے۔ فوٹو لیتھو پریس کے ذریعہ اسکو طبع کرایا گیا ہے۔ خط نہایت پاکیزہ کاغذ بہتر اور اعلیٰ تقطیع نہایت موزوں حاشیہ پر خوبصورت بیل جلد نہایت خوبصورت۔ ہدیہ قسم خاص ۲۵؎ قسم اول ۵؎۔ قسم دوم ۳؎

پانچ ترجموں والا بینظیر قرآن شریف ۱۲؎

جسکو سلطان العلوم والی دکن حضور نظام حیدر آباد نے اپنی تلاوت کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ سائز کلاں، خط، طباعت اور کاغذ نہایت اعلیٰ جلد مضبوط اور خوبصورت ہدیہ مجلد چرمی ۳۰؎ رعایتی ۱۲؎

معجز نما قرآن شریف

ترجمہ مولوی نور محمد صاحب والا ۸؎ ترجمہ والا۔ سائز کلاں خط نہایت جلی اور نہایت صحیح کاغذ سفید خوبصورت اور مضبوط حاشیہ پر نہایت سلیس اور عام فہم تفسیر واقعی معجز نما ہی ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی ۸؎

معجز نما متوسط دو ترجمہ والا۔ مولوی نور محمد صاحب والا قرآن شریف ۵؎ کے تمام مضامین موجود ہیں صرف سائز میں کمی ہے اور اس کے بموجب خط میں بھی فرق ہے۔ مگر نہایت واضح اور خوبصورت خط پختہ ہے۔ ہدیہ مجلد چرمی عمدہ کاغذ ۵؎ رعایتی ۴؎

نورانی قرآن شریف مترجم مطبوعہ جید برقی پریس دہلی

یہ قرآن شریف بھی نہایت صحیح، صاف، خوشخط اور خوبصورت ہے۔ کاغذ عمدہ ہدیہ مجلد پارچہ صرف ۲؎

ہر علم و فن کی اردو فارسی عربی کتابیں ملنے کا پتہ :- کتب خانہ فخریہ شاہی کمپنی امروہیہ گیٹ مراد آباد

عہ کی کتابیں خریدنے پر رسالہ قائد قسم دوم اور عہ کی کتابیں خریدنے پر قسم اول ایک سال کے لئے مفت

(۹) عکس نقل نظامی - کانپوری اپنی صحت و حسن تحریر، خوبی خط اور موزونیت سائز کے لحاظ سے مشہور قرآن شریف ہے، ہر پارہ علیحدہ، ہر صفحہ آیت پر ختم، ہر سورۃ نمایاں طرز سے شروع، کاغذ سفید عمدہ - ہدیہ مجلد پارچہ مبلغ عہ رعایتی ہے۔

(۱۰) عکس نقل نظامی مترجم اپنی تمام خوبیوں میں بے نظیر قرآن شریف ہے - ہدیہ مجلد پارچہ سے ہے

(۱۱) قرآن شریف مصری نورانی - مطبوعہ جید برقی پریس دہلی - نہایت صحیح قرآن شریف ہے صحت و حسن خط میں مشہور ہے سائز ۲۰×۲۶ - ۸ ورق ہدیہ مجلد پارچہ عہ

عجیب و غریب حمائلیں

(۱) حمائل شریف معجز نما مترجم مشہور حمائل شریف ہے - منشی نور محمد صاحب کی چھاپی ہوئی حسن طباعت میں بے نظیر ہے، مترجم ہے - ہدیہ قسم اول مجلد چرمی للعہ قسم دوم مجلد پارچہ عہ دو روپے چار آنے -

(۲) حمائل شریف عکسی کلاں مطبوعہ لاہور نہایت خوبصورت یعنی ۱۸×۲۲ ورق فوٹو لیتھو سے طبع کرائی گئی ہے قلم سے اسکی تعریف مشکل ہے - کاغذ نہایت عمدہ - نہایت خوبصورت جلد نہایت نفیس ہدیہ مجلد عہ

(۳) حمائل شریف عکسی خورد - اپنے تمام اوصاف میں ... ہے - سائز کارڈ کی برابر ہے - نہایت خوبصورت ... نہایت خوبصورت ہدیہ مجلد ۱۲ر

(۵) حمائل شریف لاکٹ والی - ... اس کے ساتھ ایک ... حمائل شریف ... ہدیہ عہ

(۶) حمائل شریف مترجم ... ہدیہ عہ

(۷) حمائل شریف کارڈ سائز ... صاحب ... کی صحیح کردہ ... مقبول اور بہت مشہور حمائل ہے - ہدیہ ...

تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور

کی نہایت شاندار عکسی رنگین و مطلا اسلامی مطبوعات

۳ رمضان المبارک ۱۳۵۷ھ تک ۲ ر فی روپیہ رعایت عہ کا مال لم ارسال

جو اعلیٰ خوشنویسی عمدہ رنگین عکسی چھپائی، نفیس کاغذ اور مطلا جلد بندی کا خاص الخاص دیدہ زیب نمونہ ہیں - انکی ظاہری و باطنی خوبیاں دیکھنے ہی سے تعلق رکھتی ہیں

یازدہ سورہ شریف مع درود تاج، درود لکھی و عہد نامہ مترجم مجلد قسم اول عہ قسم دوم ۱۲ر

یازدہ سورہ شریف مع دعا گنج العرش مترجم مجلد قسم اول عہ قسم دوم ۱۲ر

یازدہ سورہ شریف مع دعائے گنج العرش، درود تاج، درود لکھی و عہد نامہ مترجم قسم اعلیٰ مجلد عہ

یازدہ سورہ شریف مترجم جیبی سائز - قسم اول مجلد عہ - قسم دوم ۱۰ر

دوازدہ سورہ شریف - مع سورۂ کہف مترجم قسم اعلیٰ عہ

ہفت سورہ شریف - مع دعا، گنج العرش بلا ترجمہ مجلد قسم اول عہ

دلائل الخیرات مجلد قسم خاص عہ قسم دوم عہ

نماز مترجم قسم اول ۵ر - دوم ۲ر

سورۂ یٰسین مترجم قسم اول ۵ر دوم ۲ر

دعائے گنج العرش مترجم قسم اول ۵ر دوم ۲ر

سورہ کہف مترجم قسم اول ۸ر بلا جلد ۴ر

درود تاج، درود لکھی و عہد نامہ قسم اول ۵ر قسم دوم ۲ر

درود و استغفار قسم خاص ۴ر

مسدس حالی قسم خاص ۔ قسم اول عہ قسم دوم عہ

شکوہ، جواب شکوہ و ترانہ اقبال قسم دوم ۴ر قسم سوم ۲ر

ہر قسم کی ... اردو کتابیں ملنے کا پتہ - کتب خانہ ... امروہی دروازہ مرادآباد

دس روپیہ کی کتابیں خریدنے پر رسالہ "قائد" قسم اول اور بیس روپیہ کی کتابیں خریدنے پر قسم اول ایک سال کیلئے مفت

ایضاح الادلہ

عمہ کے بجائے ۱۲ر (بارہ آنے)

مؤلفہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ علمی موتیوں کا بینظیر خزانہ ہے۔ الہامی فوائد کا قیمتی ذخیرہ ہے مؤلفہ کا مشہور علم و فضل مضامین کے حسن و خوبی اور استناد کے لئے بہترین شاہد ہے۔ یوں تو علوم الہیہ کے سیکڑوں جواہر ریزے کتاب کے اوراق میں جلوہ فرما ہیں۔ مگر خصوصیت کے ساتھ مندرجہ ذیل مسائل پر سیر حاصل اور لاجواب بحث کی گئی ہے (۱) فقہائے کرام کی فضیلت حضرات محدثین پر (۲) فقہائے کرام کا بدرجہ اول محدث ہونا (۳) رفع یدین آمین بالجہر زیر ناف ہاتھ باندھنا (۶) قرارت فاتحہ خلف الامام (۷) وجوب جمعہ اور اس کے شرائط (۸) تقلید شخصی کی اہمیت (۹) تقلید کی مختلف قسمیں (۱۰) حقیقت ایمان (۱۱) ایمان کی زیادتی اور کمی (۱۲) امام صاحب کے متعلق الزام ارجاء کی تردید۔ (۱۳) قضاء قاضی کے ظاہراً و باطناً نفاذ کی شرعی و عقلی بحث (۱۴) حکومت اسلامیہ کی حقیقت (۱۵) خلافت اور حکومت الہی (۱۶) اسباب ملک و حکومت ملک (۱۷) قبضہ شرعیہ (۱۸) بیع فاسد کی تحقیق اور فاسد و باطل کا فرق (۱۹) نکاح محارم (۲۰) قلتین اور دہ در دہ کا مسئلہ (۲۱) مارکثیر کے متعلق ائمہ ثلاثہ کے مذاہب کی بینظیر تفسیر وغیرہ وغیرہ۔

قیمت قسم اول ۱۲ر کے بجائے رعایتی ۱۲ر۔ قسم دوم ۸ر رعایتی عہ سائز ۲۰×۲۶ متعدد بار طبع ہو کر ہزاروں ہاتھ فروخت ہو چکی ہے۔ جلد طلب فرمائیے ورنہ کف افسوس ملنا پڑیگا۔

بلاغ از حضرت الحاج مولانا ابوالقاسم محمد حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عہد مبارک میں تمام دنیا کے بادشاہوں کے پاس دعوت اسلام کے فرامین ارسال فرمائے تھے۔ اس کتاب میں ان تمام فرامین رسول الہی کا مجموعہ ہے اور ان بادشاہوں نیز ان ممالک کے حالات بھی جمع فرمائے ہیں جا بجا سیاسی اور تاریخی مباحث ہیں ۔۔۔ طباعت کتابت نہایت اعلیٰ قیمت صرف ۱۲ر رعایتی عہ

نصیحۃ الشیعہ

اس کتاب میں شیعہ مذہب کی تحقیق اور شیعہ اعتراضات کی تحقیق اور الزامی جوابات کے متعلق مستند و بہترین ذخیرہ جمع کیا گیا ہے عرصہ سے نایاب تھی اس کے حسن و خوبی کی دلیل یہ ہے کہ رد شیعہ کے مجتہد ملت مولانا عبدالشکور صاحب سابق مدیر النجم لکھنؤ (جو رد شیعہ میں مجتہدانہ اور مجددانہ شان رکھتے ہیں) اس کتاب کو نہایت اہتمام سے طبع کرایا ہے۔ یہ کتاب رد شیعہ کی بہت سی کتابوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔ کتابت طباعت نہایت عمدہ کاغذ عمدہ سفید تقریباً ۵۰۰ صفحات قیمت ہر حصہ مکمل ۱۲ر رعایتی عہ

هر علم و فن کی عربی فارسی اردو کتابوں کی

مختصر فہرست

موجودہ کتبخانہ فخریہ امروہیہ گیٹ مرادآباد

نوٹ:۔ مندرجہ فہرست کے علاوہ حسب طلب دیگر کتب بھی فراہم کی جا سکتی ہیں۔

اصلاح الرسوم	۶ر	اغلاط العوام	۱ر
اخوان الصفا کامل	۸ر	اعمال قرآنی مکمل	۵ر
احسن المسائل	عہ	اسرار قرآنی	۹ر
اشعۃ اللمعات	۸ر	اصلاح ترجمہ دہلویہ	۲ر
اکسیر اعظم	۵ر	اخبار ہینی	۱ر
الف لیلہ اردو	۸ر	ارشاد الملوک	۵ر
الاسلام	۵ر	احکام التجلی	۴ر
العقل والنقل	۱۰ر	اتمام النعم	۱۰ر
الاقتصاد فی الضاد	۲ر	آداب معاشرت	۲ر
احسن التعلیم	۴ر	احتظاظ الوفور	۳ر
آداب القرآن	۲ر	الاعجوب	۱۰ر
ارشاد مرشد	۱ر	انتصار الاسلام	۶ر
اخبارات کی مذہبی ضرورت	۳ر	احسن القواعد	عہ

دیوانِ حماسہ (عربی)

مع حاشیہ جدیدہ از سید الادباء حضرت الحاج الحافظ مولانا محمد اعزاز علی صاحب
شیخ الفقہ واستاذ الادب، دارالعلوم دیوبند

دیوان حماسہ عربی درسیات کی مشہور کتاب ہے جسکو ادب عربی کی معیاری کتاب سمجھا جاتا ہے ضرورت تھی کہ اسکا حاشیہ اس طرح کیا جائے کہ حل لغات کیساتھ اشعار کے مضمون کو بھی واضح کر دے حضرت الاستاذ مولانا محمد اعزاز علی صاحب مدظلہ العالی نے عرصہ ہوا اس ضرورت کو محسوس کیا اور اساتذہ و طلبہ ادب پر احسان عظیم فرمایا جو نہایت مقبول ہوا اور دیوان حماسہ کی طرح مشہور و مستند معیاری حاشیہ بن گیا ہر سال طبع ہوکر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوا۔ مگر کاغذ و پریس کی قلت اور گرانی کے باعث طباعت و کتابت کی خامیوں سے کسی مرتبہ بھی پاک نہ ہوا نیز حاشیہ اگرچہ فوائد کا ذخیرہ تھا مگر تاہم مزید نظر ثانی کا محتاج تھا۔ اس مرتبہ حضرت موصوف مدظلہ العالی نے حاشیہ پر نظر ثانی فرماکر قیمتی فوائد کا اضافہ فرمایا ہے کتب خانہ عزیزیہ نے اسکو نہایت اہتمام سے طبع کرایا ہے اور اس کتاب اور حاشیہ کے گرانقدر حقوق کو پوری طرح ادا کیا ہے چنانچہ جس طرح یہ کتاب یکتا تھی اس کا حاشیہ عدیم المثال تھا اسی طرح اسکی کتابت طباعت بھی بے نظیر ہے قیمت ان تمام خوبیوں کے باوجود حسب سابق کاغذ قسم اول مبلغ للعہ کاغذ قسم دوم للعہ رعایتی ہے

بہترین طباعت دیدہ زیب ٹائٹل خوشنما رنگین قیمت باوجود ان تمام خوبیوں کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے رعایتی ہے تاکہ ہر شخص خرید سکے

تبلیغ الحق

حضرت مولانا عبدالحق صاحب کا معروف و مشہور مرکزی رسالہ ہے جسمیں تبلیغ کی اہمیت مبلغین کے آداب و فضائل اور سلسلہ تبلیغ کے احیاء کی ضرورت پر عجیب انداز سے بحث کی گئی ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

مدلل و مکمل اشاعت اسلام

یعنی

دنیا میں اسلام کیونکر پھیلا؟

مولفہ فخر الہند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند و مفتی اعظم عدالت عالیہ حیدرآباد (دکن)

جس میں اسلام کی تدریجی ترقی اور اطراف عالم میں اسکی اشاعت کی صورتیں مستند صحیح تاریخی واقعات کے ذریعہ بیان کرکے یہ مشاہدہ کرادیا ہے کہ یہ حیرت انگیز ترقی و اشاعت محض حق تعالیٰ کے فضل سے اسلامی اخلاق اور انکی عالمگیر جاذبیت کا نتیجہ تھا نہ کسی جبر و قہر کا یہ کتاب درحقیقت حضرات صحابہ و تابعین کے اہم کارناموں اور فتوحات اسلامیہ کی مستند اور دلچسپ تاریخ ہے جو واعظین و مقررین کو دوسری کتب سے مستغنی کر دینے والی یہی واحد کتاب ہے جس پر علماء اکابر کی تقاریظ بھی تحریر ہیں اس مرتبہ ہم نے مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ آراستہ کرکے شائع کی ہے (۱) تاریخی کتب کے حوالجات کی جسقدر ضرورت ہے وہ محتاج بیان نہیں اقتباسات کے حوالجات کو اسقدر مکمل کردیا ہے کہ اسکا درجہ معتبر و مستند ہونے میں پہلے سے کہیں زیادہ بلند ہوگیا ہے (۲) استشہاد میں جہاں تاریخی واقعات کی ضرورت پیش آئی حاشیہ پر مفصل واقعات کا اضافہ کیا گیا ہے (۳) آیات قرآنیہ و احادیث کی تخریج و شرح بھی کیگئی ہے جو اہل علم کیلئے مزید سہولت بہم پہونچاتی ہے، (۴) تصحیح جو ہر کتاب کی جان ہوتی ہے اسمیں پوری کوشش کی یعنی اول اصل کتاب کا مقابلہ نہایت جانفشانی کیساتھ اس کے ماخذ کیساتھ کیا گیا ہے۔ اس مقابلہ سے پہلے ایڈیشنوں کی بیشمار غلطیاں ظاہر ہوئیں (۵) کاپی اور پروف کی تصحیح میں بھی کافی اہتمام کیا گیا ہے۔ گویا جس عظیم الشان مقصد کیلئے یہ کتاب تالیف کی گئی تھی اس مرتبہ اسکی مطابق کتابت طباعت تصحیح میں کوئی دقیقہ نہیں رکھا

۴۴

مسلمان کیوں مفلس ہو گئے

عام طور سے خیال کیا جاتا ہے کہ عیاشی کے باعث مسلمان تباہ ہوئے یہ خیال غلط ہے آپ اپنے قریب جوار کے ان گھرانوں پر نظر ڈالئے جو ۵۰ برس پیشتر صاحب حیثیت تھے ان میں سے اکثر کی بربادی کا سبب ان کی آمدنی سے مصارف کی زیادتی کا باعث اور ناجائز و خلاف شرع رسومات، آپ اگر درد مسلم دل میں رکھتے ہیں تو رسومات کی اصلاح کیجئے۔

"اصلاح الرسوم"

مصنفہ حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب۔ اس مقصد کیلئے بہترین کتاب ہے خوش عقیدہ مسلمان یہ کتاب کو مستورات اور بچوں کو پڑھاتے ہیں اس مرتبہ اسکے مشکل الفاظ کا بھی حل کر دیا گیا ہے نہایت بہتر اور عمدہ چھپوائی گئی ہے قیمت بدستور ۸ر رعایتی"

مفت تقسیم کرنیوالے حضرات کیلئے للعہ درجن

تبلیغ و اصلاح کا سب سے پہلا قدم

ہر مسلمان کا اہم ترین مذہبی، قومی فرض

(عمر کا مال بارہ آنہ ہیں)

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا (آیۂ کریمہ)

(ترجمہ: اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپکو اور گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے)

آپکے ننھے ننھے بچے عنقریب قوم کی قسمت کے مالک ہونگے انکی

اصلاح قوم کی اصلاح ہے انکی ترقی قوم کی ترقی ہے کوشش کیجئے

کہ آپ کا نور چشم چشم قوم کا نور ہو۔ یہ لخت دل اسلامی غنچہ ہے گلشن وطن

کا اسلامی پھول ہے اگر آپنے اسکی اصلاح کی تو وہ آپکے لئے باقیات

صالحات ہوگا۔ ورنہ معاذ اللہ ارشاد خداوندی سے ڈریئے۔

اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ تمہارا مال اور تمہاری اولاد فتنہ

ہے۔ آپ انکی ایسی تربیت کیجئے کہ گریجویٹ ہو کر بھی اس کی اسلامی

خوشبو سے دنیا مہکے۔ آپ سب سے پہلے یہ بتا دیجئے کہ اسلام کیا ہے؟

وہ ترجمہ کیا جاتا ہے؟ مسلمان کا مقصد حیات کیا ہے؟

خیال فرمایئے، علماء امت، زعماء قوم، مدبران ملت، مدیران

جرائد کا فیصلہ یہ ہے کہ بچوں کیلئے **اسلامیات کا**

بہترین نصاب یہ ہے۔

تعلیم الاسلام (مکمل) چار حصہ۔ مصنفہ حضرت علامہ

مولانا کفایت اللہ صاحب۔ قیمت ۱۲؍

اربعین مصنفہ حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین احمد صاحب

اس کتاب کو تصویر اسلام کہا جاتا ہے کیونکہ تقریباً ڈہائی سو

احادیث اور ۴۰ قرآن پاک کی آیات سے اسلام کے عقائد، معاملات

عبادات، اور اخلاق کا نقشہ عام تعلیم اور سلیس طور پر کھینچ دیا گیا

ہر مسلمان کیلئے اسکا رکھنا ضروری ہے۔ بہترین واعظ ہے۔ گویا جیبی

مولوی ہے۔ صفحات ۴۰ قیمت ۶؍

اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب عرف "ہمارے پیغمبر" (صلی اللہ

علیہ وسلم) اور عقائد و احکام اسلام" اس کتاب میں فاضل

مصنف نے چار جز جمع کئے ہیں (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

زندگی کے مقدس پاکیزہ حالات جو اپنے انداز تحریر میں بے نظیر ہیں

(۲) کلمہ طیبہ کی تشریح و تفسیر، عقائد اسلام (۳) اسلام کے

ضروری احکام (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کی

ہر واقعہ کے بعد اسکے نتیجہ پر خاص تنبیہ کیگئی ہے اور نہایت دلچسپ

طرز پر اس سے سبق حاصل کرنیکی تلقین کی گئی ہے طرز تحریر ایسا ہے

کہ شروع کرنیکے بعد ختم کئے بغیر چھوڑنا مشکل ہو اور ایسا آسان کہ

ہر بچہ خود سے مضمون سمجھ سکے خط نہایت واضح ٹائٹل بہت

خوبصورت قیمت ۴؍

تعلیمی ہند

(سو فیصدی ہندوستانی تعلیم یافتہ تھے)

حضرت شیخ الہند مولانا سید حسین احمد صاحب کی سیاسی اور علمی

تصنیف شہرۂ آفاق ہے یہ کتاب ہندوستان کی تعلیمی حالت

کے متعلق موضوع کی یادداشتوں کا مجموعہ ہے جسکو بہترین طرز پر

مرتب کیا گیا ہے اس کتاب کے پڑھنے سے مسلمان اپنے بادشاہوں کے

متعلق بدگمانی کے گناہ سے بھی بچ جائینگے۔ کیونکہ معتبر

حوالوں سے بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں

سو فیصدی ہندوستانی تعلیم یافتہ ہوتے تھے۔

اصل قیمت ۱۲؍ رعایتی ۱۰؍

معرفۃ التجوید

قرآن پاک مسلمان کی جان ہے غذائے روح ہے جملہ عبادات کا مدار ہے

اسکے ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے مگر افسوس مسلمان اسکو اس

طرح پڑھتے ہیں کہ ثواب کے بجائے عذاب کا خطرہ رہتا ہے کیونکہ وہ

حروف کو صحیح طور پر ادا نہیں کرتے۔ اس رسالہ میں نہایت آسان

اور مختصر طور پر حروف کی ادائیگی کا صحیح طریقہ بتایا گیا ہے ہر شخص کو

اس کا مطالعہ ضروری اور ہر بچہ کو اس کا پڑھنا لازمی ہے۔ الہ آباد

۴۴ لکھنؤ کانپور مراد آباد وغیرہ کے مدارس میں داخل درس ہے قرآن شریف کیساتھ ساتھ بچوں کو پڑھایا جاتا ہے قیمت ۱؍

القول الجامع

فی تحقیق جواز اداء الجمعۃ والعیدین فی الجوامع

از حضرت علامہ مولانا عبد الحق صاحب مدنی مدرس جامعہ قاسمیہ مراد آباد

حکومت اسلامیہ کے ختم ہو جانیکے بعد ہم اپنے فرائض کی شان کو بھی بھول گئے۔ نماز جمعہ اسلامی شیرازہ بندی کا ایک بہت بڑا ذریعہ اور اسلامی اتحاد کا ایک مظاہرہ تھا مگر اسکو محلہ محلہ کرکے ہم نے شیرازہ بندی کو اور بھی زیادہ منتشر کر دیا ہے حضرت موصوف نے اس رسالہ میں فلسفہ جمعہ پر بحث کرتے ہوئے حضرات ائمہ مجتہدین کے فتاوی سے ثابت کیا ہے کہ محلہ بمحلہ جمعہ کی نماز پڑھنا کسی امام سے بھی ثابت نہیں اور نہ اسکے جواز کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک عجیب غریب علمی تصنیف ہے اگر آپ عربی خواندہ ہیں تو ضرور اسکا مطالعہ کیجئے قیمت ۸؍ رعایتی

النور الفائض علی علم الفرائض

از سید نا حضرت علامہ مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ

علم فرائض کو احادیث مقدسہ میں جملہ علوم کا ایک ثلث قرار دیا گیا ہے فرائض کے متعلق یوں تو سینکڑوں کتابیں ہیں مگر اس علم کی اہمیت کے پیش نظر ایک ایسے رسالے کی ضرورت تھی جو اختصار کے ساتھ کچھ ایسا انداز لئے ہوئے ہو کہ خواہ مخواہ اسکو یاد کرنے پر طبیعت راغب ہو جائے النور الفائض اس مقصد کو بہترین صورت سے پورا کرتا ہے یہ نہایت عجیب اور سلیس فارسی نظم ہے جو علم فرائض کے اصول پر اس طرح حاوی ہے کہ جسکو یہ نظم یاد ہو وہ گویا ماہر فن ہے قیمت صرف ۲؍ رعایتی ۱؍

در مختار محشی مجتبائی

فقہ کی مشہور کتاب ہے جبتک اس کتاب کا مطالعہ نہ کیا جائے فتوی لکھنا مشکل ہوتا ہے اس کا حاشیہ بھی کتاب کی برابر ہی مفید ہے لکھائی چھپائی بہترین ہے کاغذ بھی نہایت عمدہ اصل قیمت لعہ رعایتی سے

مصفی اور مسوی شرح موطا امام مالک دونوں کتابیں سیدنا حجۃ الاسلام مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کی مشہور تصانیف میں سے ہیں ایک عربی ہے دوسری فارسی دونوں ساتھ ساتھ چھاپی گئی ہیں معہ رعایتی عہ

مسلمانوں کا روشن مستقبل

مصنفہ ذاکر طفیل علیگ جناب مولوی سید طفیل احمد صاحب (علیگ)

نظام حکومت کے اغراض و مقاصد شاہان مغلیہ کا طرز حکومت، برطانوی سامراج کا ہندوستان میں قیام، اور اسکی ابلہ فریبیاں، علماء ہند کی مجاہدانہ خدمات اور انکی حریت نوازی، سر سید احمد کی غلط کاری اور انگریزی ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنجانا، کانگریس، جمعیت علماء ہند، خلافت کمیٹی، مسلم لیگ کی مکمل تاریخ وغیرہ وغیرہ بیش بہا معلومات کا خزانہ ہے صفحات ۶۰۸ سائز ۳۰×۲۰ کاغذ بہترین کتابت و طباعت دیدہ زیب قیمت ؁ رعایتی ؁

تصانیف

مورخ اسلام حضرت علامہ مولانا اکبر شاہ خان صاحب مرحوم

		رعایتی
آئینہ حقیقت نما، جلد اول	؁	؁
مقدمہ تاریخ ہند	؁	؁
فصل الخطاب اسلامی امارت اور حکومت الہی کا نقشہ	۱۲؍	۱۰؍
حجۃ الاسلام۔ اسلام اور عقاید اسلام کی متعلق فلسفی اور تاریخی دلائل	عہ	۱۳؍
معمار ان اسلام	عہ	۱۳؍
مسلمانان اندلس	۳؍	۲؍
نواب امیر خان	۵؍	۴؍
حق	۵؍	۴؍
حج بیت اللہ	۳؍	۲؍
باطل شکن	۴؍	۳؍
لا الہ الا اللہ	۵؍	۴؍
جنگ انگورہ	۴؍	۳؍

(ملنے کا پتہ)

کتب خانہ فخریہ، شاہی کمپنی امروہہ گیٹ مراد آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

آسمانِ علم کے روشن تارے

سکیم و سیہ پارہ   بارہ آنے میں

(۱) دین و دانش (۲) دین و آئین

اسلام اور کفر، ہدایت اور ضلالت کی جنگ ابتدائے دنیا سے جاری ہے سلف صالحین کے عہد مبارک میں جب یونانی فلسفہ کی تاریکی نے نورِ ایمان پر حملہ کرنا چاہا تو خداوند عالم نے امام غزالی اور امام رازی جیسے اکابر ملت کو پیدا کیا جنہوں نے فلسفہ اور منطق کے اصول میں مہارت حاصل کر کے انہیں اصول سے غلط خیالات اور عقائد کی تردید کی، اسلامی عقائد کے دلائل پیش کئے۔ دور حاضر میں سائنس جدید اور دہریت کا دور ہے سخت ضرورت تھی کہ موجودہ تحقیقات کے ماہرین اور یورپ کے ڈاکٹروں، عقلا اور علماء کے اقوال ہی سے ان کے خیالات کی تردید کر کے اسلامی عقائد کیلئے جدید علم کلام مرتب کیا جائے۔ ہمیں مسرت ہے کہ بزرگ محترم مولانا سید محمود احمد صاحب پروفیسر کیور تھلہ کالج نے اس ضرورت کو پورا کر کے علماء ہند کو بہت بڑے فرض سے سبکدوش کر دیا۔ آپ نے عربی اور انگریزی دونوں زبانوں اور ان کے علوم میں کافی مہارت حاصل کر کے ہزاروں ورق کے وسیع مطالعہ کے بعد تصنیفات کا ایک بیش بہا ذخیرہ امت اسلامیہ کیلئے فراہم کر دیا۔ "دین و دانش" اور "دین و آئین" اسی گرانقدر خزانہ کے دو بیش بہا موتی ہیں۔ سیدنا شیخ الہند حضرت شیخ الہند حضرت مولانا حسین احمد صاحب جیسے اکابر ملت نے ان کتابوں کو بہت ہی زیادہ پسند فرما کر ان کے مطالعہ کی ترغیب دی ہے "دین و دانش" میں اسلامی عقائد کو روشن اور واضح طور پر اصول سائنس سے ثابت کرتے ہوئے مخالفین کا جواب اور انکے خیالات کی تردید ان ہی کے اقوال سے کی ہے اور "دین و آئین" میں اسلامی احکام کی سیاست عجیب و غریب پیرایہ میں ثابت کی ہے ہمارے خیال میں ہر ایک مسلمان اور بالخصوص علماء کرام اور محترم طلبہ کو ان کا مطالعہ از بس ضروری ہے زبان نہایت شستہ، طرز تحریر نہایت پاکیزہ، طباعت کتابت نہایت دیدہ زیب۔ ہم نے ان کتابوں کے فوائد کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کیلئے ان کی قیمت میں سے ۴؍ یعنی ۱۲ ؍ فی کتاب کم کر دیا ہے۔ محصول ڈاک بذمہ خریدار ہوگا۔ اصل قیمت ۱؎ فی نسخہ

آنے والے انقلاب کی تصویر

صحیح سوالات، غلط اعتراضات کے جوابات، اور سیاست حاضرہ پر بصیرت افروز تبصرہ

جذبات حریت کا کامیاب درس

از مولانا سید محمد میاں صاحب   ناظم الجمعیۃ (بارہ آنہ) ۱۲؍

جس میں مندرجہ ذیل عنوانات پر سیر حاصل اور کامیاب بحث کی گئی ہے :۔ سائنس جدید اور تباہی عالم، اقتصادی مشکلات، بڑھتا ہوا افلاس، یورپ کے پاس دولت کہاں سے آئی، عروج یورپ کا اثر اسلامی ممالک پر، یورپ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت۔ کمیونزم، سوشلزم وغیرہ، اقتدار مسلم اور اشتراکیت، آزاد ہندوستان کی حیثیت، آزادی ہند کے بعد، علماء ہند اور ذوق انقلاب، ہم ہندوستان میں کیا چاہتے ہیں، ہندوستان سے افلاس کس طرح دور کیا جا سکتا ہے، کانگریس کے اساسی اصول، ہندوستان کے مدبرین، سرکاری ملازمتیں، اسمبلی کی نشستیں اور طرز انتخاب، ہمارے تحفظات اور ہماری طاقت مسلم لیگ۔ احرار۔ جمعیۃ العلماء۔

تاریخ اسلام

تاریخ اسلام کا عبرت آموز درس

از خامہ استاد العلماء سیدنا حضرت مولانا الحاج العلامۃ الحافظ محمد اعزاز علی صاحب امروہوی شیخ الفقہ والادب دار العلوم دیوبند

گذشتہ سے پیوستہ

یہود کے افراد دربار نبوی میں ابھی عہد و پیمان کرتے ہیں۔ مگر ادھر دربار نبوی سے نکلے کہ تمام عہود و مواثیق پس پشت ڈال دیئے۔ انہی یہودیوں نے روز و شب کی سازشوں سے مسلمانوں کے خلاف ملک بھر میں ایک آگ لگا دی تھی۔ عرب کے بچے بچے کو دشمن بنا دیا تھا۔ بڑی بڑی جماعتوں کو مسلمانوں کے خلاف مشتعل کر دیا تھا۔ اور متعدد دفع انہی کی خبیث حرکتوں نے بڑی بڑی طاقتور قوموں کو مدینہ پر چڑھائی کرنے کی دعوت دی تھی۔ اور نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک میں بھی اُن کی سازشوں کا ایک جال پھیلا ہوا تھا۔ اور کوشش تھی کہ باہر کی بڑی بڑی سلطنتیں مسلمانوں کو پیس ڈالیں۔ فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا چشم پوشی کی، اغماض کیا۔ صراحتہً، اشارۃً، فہمائش کی۔ مگر یہ بغض رکھنے والی جماعت اپنی حرکتوں سے باز نہ آئی حتیٰ کہ غزوہ احزاب کے موقعہ پر غداری کی پاداش میں ان سے بھی اعلان جنگ کر دیا گیا۔ اور اُن کے قلعہ اور آبادی کا محاصرہ کر لیا گیا بنو قریظہ محاصرہ کی تاب نہ لا کر شوکت اسلام کے سامنے جھکے اور باوجودیکہ اس جیسے موقعہ پر مفتوح سے خطاب کرنا بھی فاتح کو گوارا نہیں ہوتا۔ مگر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خاص لطف و کرم تھا کہ ان کو مفاہمت کا موقعہ دیا گیا۔ اور اُن کی پیش کردہ شرط کو منظور کر لیا گیا۔ شرط یہ تھی کہ حضرت سعد بن معاذؓ جو کچھ فیصلہ فرمائیں گے وہ منظور ہوگا۔ حضرت سعد بن معاذؓ ثالث قرار دیئے گئے اور یہود کی مسلم کتاب یعنی توراۃ کے حکم کے بموجب حضرت سعد نے فیصلہ فرمایا کہ جنگجو جوانوں کو قتل کر دیا جائے۔ عورتوں اور نابالغ بچوں کی جان بخشی ہو۔ چنانچہ بنو قریظہ کا سارا خاندان گرفتار کر لیا گیا۔ اب اس علم حکم پر تعمیل شروع ہے۔ اور نابالغ بچوں اور عورتوں کے سوا تمام یہودی موت کے گھاٹ اتارے جا رہے ہیں۔ "زبیر" نامی یہودی بھی چمڑے کے تسموں میں بندھا ہوا سرنگوں بیٹھا منتظر ہے کہ کس وقت اس کے سر پر کسی مسلمان کی تلوار پڑتی ہے۔

بڑھاپے کی وجہ سے یوں بھی چہرے پر کونسی رونق تھی۔ جو اب قتل کے خوف سے زردی نے کمی کی ہو چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔ اور سمجھ رہا ہے کہ میں اب چند ساعت کا مہمان ہوں۔

یکایک اُدھر سے ثابت بن قیسؓ "خون آشام تلوار لئے ہوئے نکلے" زبر "کو اس حالت میں دیکھکر پہچانا۔ اور یاد آگیا کہ زبر نے جنگ بعاث میں میرے ساتھ احسان کیا تھا۔ مجھ کو اس وقت اس کے احسان کی مکافات کرنی چاہئے۔ قریب آئے۔ غور سے دیکھا۔ اور فرمایا" تم مجھ کو پہچانتے ہو؟" زبر نے سر اٹھایا تو ثابت کو دیکھا۔ خون میں ڈوبی ہوئی تلوار ہاتھ میں ہے۔ سمجھ گیا اور کہنے لگا" بھلا میں تم کو نہ پہچانوں"

ثابت میرا دل چاہتا ہے کہ آج میں تمہارے اس احسان کی مکافات کروں جو تم نے مجھ پر جنگ بعاث میں کیا تھا۔ یہ سُن کر قیس نیم مردہ میں گویا از سر نو جان آگئی۔ اور اس نے نہایت ہی خوشامدانہ لہجہ میں کہا" اگر آپ کا ایسا خیال ہے۔ تو تعجب ہی کیا ؟

شریف لوگ شریفوں کے احسانوں کا خیال رکھا ہی کرتے ہیں اور میں تو اس وقت سب سے زیادہ محتاج ہوں کہ میرے ساتھ کوئی احسان کرے۔

ثابت مسلمان تھے۔ یہودیوں کی بے پناہ مکاریوں کے شکار رہتے۔ سیکڑوں تکلیفیں پہنچ چکی تھیں اُن کی وجہ سے مسلمانوں کی جان کے لالے پڑ چکے تھے۔ مگر پھر بھی" زبر" محسن تھا مسلمان کسی کے احسان کو دل سے نکال نہیں سکتا۔ دل چاہتا ہی کہ تلوار سے چمڑے کے تسمے کاٹ کر زبر کو فوراً آزاد کر دیا جائے۔ اور اُس کی پاداش میں جو کچھ بھی سزا ہو اُس کو برداشت کر لیا جائے۔ مگر یہ ممکن نہ تھا۔ کیونکہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت تھی۔ فوراً حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ جنگ بعاث میں زبر نے میری جان بچائی تھی۔ مجھکو آزاد کر دیا تھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں احسان کی آج مکافات کروں اس لئے آپ زبر بن بطا پر مجھکو اختیار دیدیجئے۔ میرے دل میں جو کچھ آئے وہ اُس کے ساتھ کروں۔ آپؐ نے فرمایا کہ منظور ہے۔" ثابت" شاداں وفرحاں" زبر" کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ میں نے تجھکو چھوڑ دیا۔ جانے کی اجازت حضور سے لے لی۔ اب میں تجھکو آزاد کرتا ہوں۔

زبر یہودی تھا۔ سن رسیدہ یا گرگ باراں دیدہ ثابت کے قلب کی اس کیفیت کو تاڑ گیا جو جنگ بعاث کے احسانوں کی وجہ سے ہوگئی تھی۔ ایک ٹھنڈا اور لانبا سانس لیا۔ اور کہنے لگا کہ" ثابت ہماری عورتیں باندی بنائی گئیں بچے غلام قرار دیئے گئے۔ اب میں ہی زندہ رہکر کیا کروں گا؟ زبر کا یہ حربہ کارگر ہوا۔ دل بھر آیا۔

آنکھوں سے آنسو چھلکنے لگے۔ حضورؐ کی خدمت میں واپس ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اور میرے ماں باپ سب آپ پر قربان ہوں۔ میری وجہ سے زبیر کی بی بی اور اس کے نابالغ بچوں کو معافی دیدیجئے۔ آپؐ نے فرمایا تمہارے کہنے سے اُن کو بھی معاف کردیا۔ ثابت کی خوشی کی اب کوئی انتہا نہ تھی۔ وہ خوش تھے کہ جس قدر زبیر نے میرے ساتھ احسان کیا تھا اس سے بہت زیادہ میں نے اُس کے ساتھ کردیا۔ چلتے ہوئے زبیر کے پاس پہنچے اور خوشخبری سُنائی کہ تجھکو تیری بی بی کو اور تیرے بچوں کو معافی مل گئی۔ زبیر تو ثابت کی قلبی کیفیت سے واقف ہوچکا تھا۔ رونے والوں کی سی صورت بنائی اور کہنے لگا "ثابت! تم جو کچھ میرے ساتھ کرسکتے تھے کرچکے مگر یہ تو خیال کرو کہ ہم سب اس طرح یہاں سے آزاد ہوکر جاویں گے۔ تم کو معلوم ہے کہ اب سے پہلے ہم کس ریاست کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ ہمارا سارا مال ضبط کرلیا گیا۔ ایک وقت کے کھانے کو بھی ہمارے پاس نہیں۔ اس حالت میں کس طرح زندگی بسر ہوگی۔ اس لئے ہماری موت ہی زندگی سے اچھی ہے۔" ثابت پر اُس کے احسان کا اثر تو تھا ہی اُس کے اِس حسرت بھرے جملوں نے اور بھی نشتر کا کام کیا۔ اور حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ زبیر کی زندگی بغیر مال کے تلخ ہوگی، اُس کا ضبط شدہ مال بھی واپس فرما دیا جائے۔ حضور نے فرمایا کہ "اچھا وہ بھی واپس کردیا"۔ اب تو ثابت کی خوشی کی کوئی انتہا ہی نہ تھی۔ وہ چلتے ہوئے زبیر کے پاس پہنچے اور بولے کہ زبیر تم کو بھی معافی ملی۔ تمہاری بی بی اور بچوں کو بھی۔ اور تمہاری ضبط شدہ تمام جائداد واپس ہوگئی۔ اب اگر تم کہو تو میں تمہارے تسمے کاٹ دوں۔ تمہارے بی بی بچوں کو ڈھونڈ کر لاؤں۔ ضبط شدہ مال کی واپسی کرادوں۔

اس احسان عظیم کی وجہ سے زبیر کا سر اگرچہ جھک گیا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ اس کی ہٹ بھی بڑھ گئی اور اس نے ارادہ کرلیا کہ اس احسان سے کچھ اور فائدہ بھی اٹھانا چاہیئے۔ اس لئے کہنے لگا کہ "ثابت! تم میرے ذرا سے اُس احسان کا بدلہ بہت زیادہ ادا کرچکے جو صرف اس لئے کیا تھا کہ تمہاری رہائی کی وجہ سے میری شہرت ہوگی۔ اور عزت میں اضافہ ہوگا۔ لیکن اس قدر اور بتاؤ کہ بنو قریظہ کے خاندان کا ایک وہ رئیس جس کا چہرہ آئینہ کی طرح چمکتا تھا۔ بلکہ بسا اوقات خاندانی لڑکیاں اس کے چہرہ میں آئینہ کی طرح اپنا اپنا چہرہ دیکھا کرتی تھیں؟ اور جس کا نام کعب اسید تھا کہاں ہے؟ ثابت نے کہا وہ ابھی مارا گیا ہے۔ زبیر کی آنکھیں سُرخ ہوگئیں اور معلوم ہوتا تھا کہ اس پر غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے۔ تھوڑے سے سکوت کے بعد بولا کہ ثابت حیی بن اخطب کہاں ہے؟ جس کو گاؤں والے بھی اپنا سردار مانتے تھے اور شہر والے بھی۔ جس کا کام یہ تھا کہ قحط کے زمانہ میں حاجتمندوں کو سواری کے لئے اونٹ بھی دیا کرتا تھا۔ اور اپنا مہمان رکھ کر کھانے بھی کھلایا کرتا تھا۔

ثابت کو پہلی دفعہ تو قتل کی خبر سناتے ہوئے کچھ خیال نہ ہوا۔ مگر دوسری دفعہ سوال کے بعد ہی زبیر کے باطنی رنج وغم کو سمجھ گئے۔ اور جانا کہ اس کو جیسا ابھی صدمہ ہوا ہے پھر ہوگا۔ وہ خاموش ہوگئے۔ مگر زبیر نے دریافت کرنے پر اصرار کیا۔ اور جھوٹ بولنا اُن کے ہاں ممکن نہ تھا۔ اس لئے کہا کہ وہ بھی مارا گیا۔ زبیر صدمہ سے نڈھال ہوگیا۔ اور بولا کہ اچھا! بنو قریظہ کا رئیس اعظم عزال بن سموال کہاں ہے۔ جس کا حال یہ تھا کہ جنگ میں حملہ کے وقت ہمارا ساتھ دیتا تھا اور اگر ہم کو ہزیمت ہوتی تھی تو وہ ہمیں اپنی پناہ میں لیتا تھا۔ ثابت نے کہا کہ وہ بھی مارا گیا۔ زبیر نے لڑکھڑائی زبان کے ساتھ کہا کہ کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کے تمام خاندان میں بھی کوئی بچا ہے یا نہیں؟ ثابت نے کہا یہ سب قتل کردئے گئے۔ اب زبیر کے غم کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس کا حلق خشک ہوگیا۔ سر چکرا گیا۔ اس لئے تھوڑی دیر تک ساکت رہا۔ اور جب زبان سے بات کرنے کے قابل ہوگیا تو کہنے لگا کہ:۔

ثابت میں اُس احسان کا واسطہ دے کر تم سے کہتا ہوں، جس سے متاثر ہوکر تم اس قدر کوشش میری، میرے اہل وعیال اور میری جائداد کے بچانے کی کر رہے ہو کہ ان مرنے والوں کے پاس مجکو بھی پہنچاؤ۔ کیونکہ اگر میں بچ گیا تو مجھ سے وہ مکانات کس طرح دیکھے جائیں گے جن میں ان لوگوں کی مجالس دیکھتا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک کو اپنی مجلس کا صدر دیکھتا تھا۔ ان سب کے مرجانے کے بعد زندگی کا مزہ ہی نہیں۔

آپنے دیکھا کہ ایک مسلمان اپنے محسن کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ زبیر نے ثابت کے ساتھ فی الحقیقت کوئی بڑا احسان نہ کیا تھا۔ چونکہ خود رئیس تھا اس لئے مال کی ضرورت بھی نہ تھی۔ کہ فدیہ یا تاوان جنگ وصول کرتا۔ پھر چھوڑا تو اس طرح کہ سر کے اگلے حصہ کے بال کاٹ ڈالے جو غلاموں کی علامت تھی۔ گویا غلام آزاد کردیا۔ اور یہ سب کچھ بھی اس لئے کیا کہ لوگ تعریف کریں۔ ورنہ ثابت پر کچھ احسان نہ تھا۔ لیکن ثابت کا ایسے وقت میں اس کے جان بچانیکی سعی کرنا احسان کی صرف مکافات ہی کہی جاسکتی تھی اور وہ بھی یہ نہیں کہ ایک کو رہائی دلوادی، بلکہ زبیر کے سارے خاندان کو معاف کرایا۔ ضبط شدہ جائداد کی واپسی کا بھی حکم ہوگیا۔ اب اس پر وہ شقی ازلی نہ مانا تو ثابت نے کہا کہ بیشک مجکو تمہارے کہنے پر عمل کرنا چاہیئے۔ مگر تمہارے احسان کا بوجھ مجھ پر اسقدر ہے کہ میرا ہاتھ تمہارے قتل کے لئے نہ اُٹھے گا۔ زبیر نے کہا کہ تم قتل نہ کرو کسی دوسرے سے کہدو کہ وہ قتل کردے۔ لیکن اگر میں چھوڑ دیا گیا تو بنو قریظہ کے مقتولوں میں سے ایک ایک کا بدلہ مسلمانوں کے بچے بچے سے لیکر بھی چین سے نہ بیٹھوں گا۔ یہ سنتے ہی زبیر بن العوام رضی اللہ)

تعالیٰ شتہ آگے بڑھے اور فرمانے لگے کہ ثابت! مسلمانوں نے مدتوں تک ان لوگوں کے مظالم برداشت کئے یہ مجسمہ گندہ رکھا جائے کہ بقول اپنے مسلمانوں کے لئے زندہ عذاب رہے۔ یقیناً اس کو اپنے ساتھیوں کے پاس دوزخ میں جانا چاہیئے — یہ کہا اور تلوار کے ایک ہی وار میں زبیر کو عالم برزخ میں پہنچا دیا۔ میں ثابتؓ کے فعل ہی کی طرف آپ کو متوجہ نہیں کر رہا ہوں۔ وہ یک صحابی ہیں۔ حضور کے جاں نثار ہیں۔ حضور کی خدمت سے فیض حاصل کرنے والے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ کہا وہ اُن کے شایان شان تھا۔ اور ہر مسلمان کو اپنے محسن کا خیال ایسا ہی رکھنا چاہیئے۔

میں تو حسرت کے ساتھ زبیر کی اُس محبت کو بھی دیکھ رہا ہوں جسکی وجہ سے اُس نے اپنی جان دی۔ زبیر کو رہائی مل چکی تھی۔ اس کی بی بی بچے چھوٹ چکے تھے۔ اس کی جائداد کی واپسی کا حکم ہو چکا تھا مختصر یہ کہ زبیر کا سارا خاندان قتل سے معافی کا حکم حاصل کر چکا تھا۔ اور بلا شرط معافی حاصل کر چکا تھا۔ نہ مذہب پر کچھ پابندی تھی نہ آئندہ کسی طرز عمل پر نہ جزیہ کی قید تھی نہ انکم ٹیکس نہ ہاؤس ٹیکس کی۔ زبیر بلا شرط قتل سے معافی کا حکم حاصل کر چکا تھا۔ لیکن اس لئے اور صرف اس لئے کہ اس کی قوم کے ارکان مارے جا چکے تھے اس کو اپنی زندگی تلخ معلوم ہوئی۔ اور اس نے دھمکی دے کر مجبور کیا کہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

آج مسلمانوں میں تمدن جدید اور تہذیب جدید کے عاشق مسلمانوں میں تعلیمات اسلامیہ اور احکام قرآنیہ کو پس پشت ڈالنے والے مسلمانوں میں۔ اسلام کو یورپ کے نقش قدم پر چلانے والے مسلمانوں میں علماء دین اور فضلائے اسلام کو ہمدردی کی تعلیم دینے کے مدعی مسلمانوں میں۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ اخلاق نبویہ کی پیروی کے بلند آہنگ دعادی کرنے والے سب ہی موجود ہیں۔ مگر کیا کوئی نظیر ایسی پیش کی جا سکتی ہے کہ دوسروں کے لئے اپنی جان دی ہو۔

اگر در خانہ کس است حرفش بس است

فاروقِ اعظمؓ کی شان

(از قلم جناب حافظ منفعت علی صاحب صفی پوری)

(۱) حضرت عمر بن الخطابؓ کی ہیبت و عظمت چہار دانگ عالم میں مسلم تھی۔ آپ کے نام کی جلالت ہی سے قیصر و کسریٰ لرزہ براندام ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ قیصر نے اپنا قاصد بھیجا۔ تاکہ آپ کے ذاتی اطوار کے علاوہ رعایا کی حالت کا بھی جائزہ لے۔ شہر پناہ کے قریب قاصد ایک بدوی سے ملا۔ اور اس سے قصر شاہی وغیرہ کے متعلق استفسار کیا۔ بدوی ورطۂ حیرت میں پڑ گیا۔ اور کہنے لگا۔ قصر شاہی کیسا؟ البتہ ایک امیر ضرور ہے۔ جو ہماری طرح ایک بوسیدہ حالت کھجور کے جھونپڑے میں سکونت پذیر ہے اور اس وقت کسی ضرورت سے جنگل گیا ہے۔

قاصد نے امیر کی تلاش میں جنگل کا رخ کیا۔ اور یہ کیفیت دیکھی کہ امیر المومنین سنگریزوں کی زمین پر استراحت فرما رہے ہیں۔ تمازتِ آفتاب سے چہرۂ منور سرخ ہو رہا ہے۔ اور بدن سے ملحقہ زمین پسینہ سے تر ہو گئی ہے۔ قاصد پر رقت طاری ہو گئی۔ اور اس کے قلب سے اضطراراً یہ صدا بلند ہوئی "یہی وہ عظیم الشان انسان ہے جس کی ہیبت نے سلاطین عالم کو لرزہ براندام کر رکھا ہے۔ یہ عادل و منصف ہے۔ اسی لئے آسودۂ خاطر و مطمئن ہے اور بلا خوف و خطر آرام کی نیند سو رہا ہے۔ ہمارا بادشاہ ظالم ہے۔ جس سے اُسے ہمہ اوقات خوف و خطر ہی کا سامان کرنا پڑتا ہے۔ اور اُسے سکون و اطمینان کی ساعت میسر نہیں آتی۔

(۲) حضرت عمر بن الخطاب نے ایک شرابی کو دیکھا اور اُسے سزا دینے کی غرض سے آگے بڑھے۔ وہ دریدہ دہن گستاخانہ طریق پر پیش آیا۔ اور آپ کی شان میں ناروا کلمات استعمال کئے آپ واپس لوٹ آئے۔ لوگوں نے بصد تعجب اس رمز کو دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا پہلے میں شرعی فریضہ کی ادائگی کے لئے بڑھا تھا۔ اس نے دریدہ دہنی کی جس سے میرے جذبات برانگیختہ ہو گئے۔ اب میرا جذبہ انتقام ذاتی غیرت پر محمول ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ ذاتی اغراض کی خاطر تازیانہ عبرت بنوں۔

در عفو لذتیست کہ در انتقام نیست

سیاسیاتِ مسلم

اسلام اور زمینداری

از مولانا سید قاسم علی صاحب - امام شہر مراد آباد

(گذشتہ سے پیوستہ)

جلیل القدر تابعین، ائمہ صادقین مثل حضرت رہنمائے اعظم امام ابو حنیفہ رح - امام شافعی رح - امام ابو یوسف رح اور محترم علماء و صوفیا مثل امام الاولیاء حضرت شہنشاہ تصوف مولانا عبدالقادر جیلانی رح - امام المتکلمین حضرت امام غزالی رح امام المفسرین حضرت امام فخرالدین رازی رح اور جاگیرات معافیات - ملکیات سلف و خلف تمام صالحین و مومنین کبار اس نامشروع بل کی غیر فطری رو میں نہیں بہے جا رہے ہیں - یا درحقیقت بالکلیہ محفوظ ہیں ۔

بس جبکہ اس قانون کا یہی اثر ہے اور یہی اثر آفرینی ہے تو ربع مسکوں میں سکوت کیسا اور ہندیان اسلامی میں کھلبلاہٹ کیوں نہیں ہے ؟

یہ تو قانون کی اجمالی حیثیت ہے - تفصیل پر اگر قلم اٹھایا گیا اور قانون کی ہر دفعہ پر شرعی بحث کی گئی تو یقیناً بڑی ضخیم کتاب ہو جائے گی جو مسلمانان ہند کے لئے آنے والی حکومت کا صحیح فوٹو ہونیکے باوجود زحمت کا باعث بن جائے گی - لہٰذا میں نے یہ التزام کیا ہے کہ طوالت کو چھوڑ دوں اور قانون کی چند ضروری دفعات پر آپ کو متوجہ کردوں - کسی دوسری فرصت میں انشاء اللہ تفصیلاً عرض کیا جائیگا -

الغرض بل کی جن دفعات میں مالکانہ حقوق کو براہ راست یا بتدریج غصب کرنے کے لئے الحاد کی اعلیٰ میناکاریوں میں وضاعت کی گئی ہے - تو کیا وہ مداخلت فی الدین سے بالا، بالا ہیں ؟

میں نے جہاں تک غور کیا - اور اس مسودۂ قانون کو گہری فکر سے دیکھا تو مجھے کھلے بندوں محسوس ہوا کہ اس بل پُر فریب میں جناب لینن - حضور ٹرالسکی کی روح اور مہاتما اسٹالن کا کرشمہ ساز دماغ کارفرما ہے - گویا رشیا کا سول میرج مس انڈیا سے ہو گیا ہے - یا دَانگا کا لہر آلود خونخوار بگولہ دھرم بھری تربینی میں آکر پھوٹ گیا ہے

کھنچا ہے ملحدانہ انقلاب دہر کا نقشہ — ہوائے اشتراکیت چلی اللہ ہی اللہ ہے
معاذ اللہ اب ڈر ہے کہیں وحدت پرستو پر — نہ چھا جائے کہیں شرک جلی اللہ ہی اللہ ہے
خود اپنے ناخداؤں کی غلط پتوار بازی سے — بھنور میں اپنی کشتی آپھنسی اللہ ہی اللہ ہے

سوویٹ روس کے وہ اشتراکی اصول جو ایشیا کو تباہ و برباد کر چکے ہیں، وہ ہندوستان میں آہستہ آہستہ جلوہ نمائی کر رہے ہیں۔

یہ نکمی فلاسفی یورپ و ایشیا و افریقہ کی ان اقوام میں نشوونما پائے تو پائے جن کے پلے کوئی ضابطہ اور دستور نہیں ہے۔ لیکن ایشیائی اقوام میں بالخصوص ہندوستان میں مسلم قوم ہرگز ہرگز سر نہیں چڑھا سکتی۔ مسلمانان ہند خواہ کتنے ہی انتشارانہ حالت میں کیوں نہ ہوں۔ بالشوزم اس کا دستور زندگی نہیں بن سکتا۔ وہ مذہبی دیوانے ہیں اور روئیں روئیں سے اُن کی دیوانگی آشکارا ہے۔ بلکہ بقول مدبران یورپ و خداوندان روس بالشویکی تحریک کا مسلمانوں کو فریفتہ و خوگر بنا لینا اس لئے ناممکن ہے کہ اُن کے سینوں میں خدا کی آخری کتاب آج بھی محفوظ ہے۔ مذہبی دیوانگی میں خصوصاً مسلمانان ہند فرسٹ پرائز حاصل کئے ہوئے ہیں"!

اور یہ واقعہ ہے کہ بالیقین اس نور ہدایت کی بدولت بحمد اللہ تعالیٰ ہند کے بسنے والے مسلمان صحیح روشنی میں ہیں۔ ایک انچ نہ آگے کو سرکے ہیں اور نہ کسی کو ربانی ہدایات سے آگے سرکنے دیتے ہیں۔ چونکہ اُن کے ہاتھوں میں ہلالی پرچم ہے، اُن کے سینوں میں نور ایمان کی موجیں ہیں، اُن کو دماغ تعمیر خلیل اللہ علیہ السلام کا نقشہ ہے، اُن کی آنکھوں میں گنبد خضرا کا مقدس فوٹو ہے سے

تڑپ اٹھتا ہے زنداں میں بھی سُنکر نعرۂ وحدت — کہ اُس کے دل میں اب تک یثربی پہچان باقی ہے
اُسے آئین یورپ سے تعلق ہو تو کیونکر ہو — کہ اُس کی انجمن میں مشعل قرآن باقی ہے
اُٹھا ہے مغربی طوفان پھر تیرے مٹانے کو — سنبھل اے مسلم ہندی اگر کچھ آن باقی ہے

لیکن بایں ہمہ مسلمانوں میں بھی ایک گروہ ہے جو دین فطرت کا علمبردار بھی ہے اور اُس کے سر پر بالشویکی دستار بھی ہے۔ کج فہمی کے باعث یا نور ہدایت سے اوٹ کی بنا پر اشتراکیت کو ناپاک و خطرناک درندہ نہیں سمجھ رہا ہے۔ بس اسے گم کردہ متاع دین فطرت گروپ کو بڑی وضاحت کے ساتھ آگاہ کر دینا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم کے اعلان اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا

فلن یقبل منہ کی موجودگی میں تا بہ قیامت کوئی کلمہ گو کسی نئی ریبارٹی، نئے اصول، نئے دستور، نئے قاعدے اور کسی ایرا غیرا کے قانون کا پابند نہیں ہو سکتا۔ بالخصوص جبکہ دنیائے مخلوق کے لئے مصیبت عظمیٰ ہے تو وہ یقینی شجر ممنوعہ ہے۔ جس دین و مذہب میں خدائے قدوس محض ایک وہمی تخیل ہو اور تمام ربانی طاقتیں، انسانی اقتدار و قوت کے آگے ہیچ و ناکارہ ہوں۔ گویا وجود باری نعوذ باللہ ایک ڈھکوسلہ بازی سے زیادہ حیثیت نہ رکھتا ہو تو وہ مذہب یا مسلک روحانی بندہ اور پیکر خاک انسان کے لئے نفرت و حقارت کے ساتھ ساتھ پیغام موت نہیں تو اور کیا ہے؟ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ اشرف المخلوقات کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا ذلت بڑی توہین ہو سکتی ہے؟

الغرض بالشوزمیت جہاں ایکطرف اخلاقی و روحانی موت ہے وہاں دوسری طرف اشتراکیت کا غیر فطری لامنطقی بیجا مساوات کا ڈھونگ جو منظر دنیا کے سامنے پیش کر رہا ہے وہ نظام عالم اور انسانی سوسائٹی کے لئے بدترین لعنت اور سخت ترین مصیبت ہے۔ اسکا بھیانک نقشہ اور خطرناک فوٹو سامنے رکھکر یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ واقعۃً اشتراکیت نہایت ہی خطرناک درندہ ہے یا قابل فرار بدترین مرض ہے۔ صحیح اشتراکیت وہی ہے جو اسلام نے پیش کی ہے۔ یعنی ہر ایک اپنی اپنی حد میں بھی ہے اور اعلیٰ مساویانہ سلوک کا بھی مستحق ہے۔ بندہ اور بندہ نواز ایک صف میں بھی ہیں۔ اور حدود بھی دونوں کے الگ ہیں۔ محمود۔ محمود ہیں محبت پر۔ ایاز۔ ایاز ہیں غلام گردش میں۔ لیکن قدوسی بارگاہ میں نہ محمود ہیں نہ ایاز۔ بلکہ دونو مجسم پیکر خاک۔ عاجز و لاچار ہیں

شورائیت کی ناقص تعلیم یکسر فطری امتیاز اور قدرتی تفاوت کو محو کرنا چاہتی ہے۔ گویا مرد و عورت ایک ہوں۔ اُن کے وظائف ایک ہوں۔ اُن کے حقوق ایک ہوں۔ اور نہ اُنکی صوری و معنوی حالت یکساں ہو۔ بالفاظ دیگر ہر فرد بشر بلا امتیاز زن و مرد۔ بغیر تفریق ماں بہن۔ باپ۔ بیٹا اور رشتہ داروں کے فطری حق کو مٹا کر ہر شعبۂ زندگی میں یکسانیت کا مستحق بنا دیا جائے۔ مالداروں کی دولت سرمایہ داروں کا سرمایہ۔ بروئے قانون۔ بزور طاقت۔ ہر وطنی شخص پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا جائے۔ یہی عین انصاف اور قریب عقل ہے۔ یعنی ملک میں یا تو سب غریب ہوں یا سب امیر ہی ہوں۔ یہ وہ اصول ہیں جس پر پیروان بالشوزم کو بڑا ناز اور فخر ہے۔

لیکن جس چیز کو قدرت نے نہیں کیا بانعوذ باللہ نہ کر سکی وہ پیٹروگراڈ اور اب ماسکو کے خداوندان لایعنی عالم انسانی میں کرنا چاہتے ہیں۔ اے سبحان اللہ ربانی دارم)

تاریخ ہندوستان کا ایک باب

زوال دولت مغلیہ کے اسباب

آج یہ سوال پیدا ہو رہا ہے کہ دولت مغلیہ کے زوال و سقوط کے اسباب کیا تھے "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو" کی پالیسی اسی کی خواہاں تھی کہ اس زوال کا الزام ہندوؤں کے سر تھوپا جائے۔ چنانچہ آج ہندوؤں کو عالمگیرؒ اور سلطان ٹیپو کی شکایت ہے اور مسلمانوں کو سیواجی ۔ سمبھاجی وغیرہ کی۔ مگر کیا حقیقت یہی ہے؟

ہر ایک ہندوستانی کا فرض ہے کہ وہ اپنے شکوے شکایت پر نظر ثانی کرے۔ غلط پروپاگنڈے کا شکار نہ ہو۔ بلکہ تحقیق و تفتیش سے کام لے۔

اس سوال کا صحیح حل خصوصیت سے ہمارے لئے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ جو دولت برباد ہوئی وہ ہماری ہی تھی۔ علاوہ ازیں چند فقہی مسائل ایسے ہیں کہ جن کا صحیح جواب اسی تحقیق پر موقوف ہے۔ مثلاً جب ہماری حکومت قایم تھی تو ہندو ہمارے ذمی تھے۔ اب اگر ہندو نے بغاوت کرکے ہماری حکومت کو تباہ کیا تو محارب ہو گیا۔ لیکن اگر ایسا نہیں ہے تو سوچنا ہے کہ ہندو کی حیثیت اب کیا رہیگی۔ فقہی لحاظ سے ذمی کے احکام اور ہوتے ہیں اور محارب کے احکام دوسرے۔

اراضی ہند کی حیثیت کیا تھی۔ یہ بھی ایک اہم سوال ہے۔ جس کا جواب بڑی حد تک اسی تحقیق پر موقوف ہے۔ انہیں امور کا لحاظ کرتے ہوئے خاکسار ایک رسالہ لکھ رہا ہے۔ جو انشاء اللہ عنقریب ناظرین کرام کی خدمت میں حاضر ہو سکیگا۔ واللہ الموفق۔ لیکن احقر اس مضمون کو اختصار کے ساتھ ایک دوسرے رسالہ میں بھی لکھ چکا ہے جو "علماء ہند کی شاندار ماضی" کے عنوان سے معنون ہے۔ اور توفیق الٰہی شامل حال رہی تو دو تین ماہ کے اندر وہ بھی ہدیہ ناظرین ہوگا۔

"علماء ہند کی شاندار ماضی" میں ضمنی مضمون کی حیثیت سے یہ مضمون بھی آیا ہے جو آج کی اشاعت میں ہدیہ ناظرین ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ مضمون پورا ایک ہی اشاعت میں شائع ہو جائے۔ مگر افسوس کہ وہ مضمون ابتداءً اس قدر طویل ہو گئے کہ یہ مضمون بھی اس اشاعت میں نا تمام رہ گیا اور اس کے ماسوا چند اور اہم مضامین اشاعت سے رہ گئے۔ مگر پہلے دو مضمونوں کی اہمیت ہماری اس کوتاہی کے لئے عذر ہے۔ محمد میاں عفی عنہ

۲۸ ذی قعدہ ۱۱۱۸ھ کو سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیرؒ نے عالم بالا کا رُخ کیا۔

سلطان عالمگیرؒ کا پہلا جانشین جو اپنے بھائیوں کو قتل کرنے کے بعد دہلی کے تخت پر قابض ہوا۔ وہ سلطان عالمگیرؒ کا بڑا بیٹا معظم تھا (عرف بہادر شاہ اول)

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سلطنت مغلیہ کو رفض اور تشیع کے ساتھ چولی دامن کا تعلق رہا ہے کیونکہ خاندان مغلیہ کا دوسرا بادشاہ "ہمایوں" جس کو ایک حیثیت سے پہلا بادشاہ بھی کہا جا سکتا ہے۔ جب شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ہندوستان سے فرار ہوا۔ تو ایرانی فوج کی امداد ہی سے دوبارہ تخت دہلی پر قابض ہوا تھا یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ ایران کا شیعی تعصب شباب پر تھا۔ اور اسی تعصب کی بنا پر سلاطین ترکیہ سے ایران برسرپیکار تھا۔

ہمایوں کے ساتھ جب کہ ایران کے بادشاہ کا نسلی اشتراک بھی نہیں تھا تو بظاہر ہمایوں کی امداد اسی شرط پر کی گئی تھی کہ قلمدان وزارت پر شیعوں کا خاطر خواہ اقتدار رہیگا۔ چنانچہ سلاطین مغلیہ کے وزراء عموماً شیعہ رہے۔ اور شیعہ ہی اکثریت کے ساتھ صوبہ داری اور گورنری کے عہدوں پر فائز ہوتے رہے۔

بہرحال۔ اورنگ زیب عالمگیرؒ کے عہد تک سلاطین کا اقتدار وزراء کے اقتدار پر غالب رہا لیکن عالمگیرؒ کے عہد تک سلاطین کا اقتدار وزراء کے اقتدار پر غالب رہا۔ لیکن عالمگیرؒ کی وفات کے بعد شاہی دماغوں میں جیسے جیسے اختلال اور کمزوری واقع ہوتی رہی۔ اور جیسے جیسے پست ہمت افراد بادشاہ بنائے جاتے رہے۔ شیعوں کا اقتدار روز افزوں ہوتا رہا۔

شیعہ تسلط کا پہلا کرشمہ یہ تھا کہ حضرت عالمگیرؒ کی وفات سے صرف چار سال بعد معظم شاہ بہادر نے علی الاعلان شیعہ مذہب اختیار کر لیا۔ اور لاہور کی جامع مسجد میں (جہاں وہ اس زمانہ میں قیام پذیر تھا) خطیب کو حکم دیا کہ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اسم گرامی کے ساتھ خطبہ میں وصی رسول اللہ، وغیرہ شیعی کلمات کا اضافہ کیا جائے۔ اس حکم کو وہاں کے مسلمانوں نے قبول نہیں کیا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ قتل و خون پر ملود تھا

اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد۔ ۱۹ محرم ۱۱۲۴ھ کو دست اجل نے معظم شاہ کو ہمیشہ کے لئے تخت و تاج سے محروم کر دیا۔ وارثان تخت و تاج میں پھر انسانی خون کی ہولی کھیلی گئی۔ بالآخر معز الدین جہاندار۔ غالب آ گیا مگر دو شیعی امراء کے طفیل سے یعنی (۱) اسد خاں آصف الدولہ (۲) اور اس کا بیٹا ذوالفقار خاں۔

اس امداد و اعانت کی قیمت یہ تھی کہ آصف الدولہ وزیر اعظم بنایا گیا اور ذوالفقار خاں سپہ سالار اعظم (باقی صفحہ ۶۱ پر)

سیاسی روزنامچہ

(از ادارہ)

یکم ستمبر ۳۸ء۔ بمبئی، چینیوں کو طبی امداد پہنچانے کے لئے ایک طبی وفد کانگریس کی طرف سے ڈاکٹر اٹل کی سرکردگی میں چین روانہ ہوگیا۔

۴ر ستمبر۔ لائلپور، آج زمیندارہ کانفرنس میں آنریبل سر سکندر حیات خاں وزیر اعظم حکومت پنجاب نے زرعی سودات قانون کے سلسلہ میں حسب ذیل اعلان فرمایا:۔

اگر کسی طاقت نے بھی ان سودات قانون کی منظوری میں رکاوٹ پیدا کی تو میں اور میری وزارت فی الفور مستعفی ہو جائینگی

۴ر ستمبر۔ اسکندریہ، شاہ فاروق پر گولی چلائی گئی۔ جب کہ آپ سپورٹنگ کلب کے نہانے کے حوض سے نکل رہے تھے۔ شاہ کو کوئی ضرب نہیں آئی۔

۶ر ستمبر۔ نیویارک، نازی پارٹی کانفرنس شروع ہونے پر ہر ہٹلر کا پیغام پڑھا گیا جس کا ہر ملک میں بڑی بیتابی سے انتظار کیا جا رہا تھا۔ ہر ہٹلر نے اپنے پیغام میں زیکوسلاویکیا کا خاص طور پر ذکر نہیں کیا بلکہ غیر ملکی معاملات پر ایک عام طریقہ پر تبصرہ کیا ہے۔

۹ر ستمبر۔ لکھنؤ۔ نیشنل ہیرلڈ کا افتتاح ہوگیا۔

۹ر " دہلی۔ شنو مندر کے سلسلہ میں دہلی میں فساد ہوگیا (اس فساد کا تعلق ہندوؤں ہی سے ہے)

۹ر " شملہ، کونسل آف اسٹیٹ میں فوجی بھرتی کا بل پاس ہوگیا۔

۱۱ " شملہ، وائسرائے ہند نے مندرجہ ذیل الفاظ میں آج سہ پہر کو لبسٹوپ کاٹن اسکول کے سالانہ تقسیم انعامات کے جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میرے خیال میں تم اپنی زندگی کا سب سے بہتر مقصد یہ بنا سکتے ہو کہ ہندوستان کی بھلائی کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی گزار دو۔ یہ تمام نظریات سے بلند و بالاتر ہے۔ اس میں صرف تمہارا ہی نہیں بلکہ تمہاری مخصوص قوم کا بھی فائدہ ہے"

۱۱ر نومبر۔ لکھنؤ، معلوم ہوا ہے کہ حکومت یو۔پی کے محکمہ تعلیم نے دیہات میں جہالت کو دور کرنے

نئے ہونا زہ ترین اسکیم تیار کی ہے، اس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ شروع میں منتخب شدہ مواضعات میں بلا کسی قیمت کے ریڈیو سٹ لگائے جائیں۔ اور ان کے ذریعہ دیہاتیوں کے لئے خاص تعلیمی پروگرام براڈکاسٹ کیا جائے۔

۱۴ ستمبر۔ شملہ، سرکاری اعلان کے بموجب ۳۰ ستمبر تک ہندوستان سے چار برطانوی دستے روانہ کردیئے جائیں گے۔

۱۶ ستمبر۔ لاہور۔ شملہ میں مسٹر فضل حق وزیر اعظم نے بنگال کے ایک وفد کے سامنے مندرجہ ذیل پیغام مسلمانان بنگال کو دیا۔

"سچے مسلمان بنو اور خدمت اسلام کے لئے اپنی زندگی وقف کردو۔"

۱۷ ستمبر۔ شیلانگ، سر سعداللہ کی کیبنٹ نے استعفاً دیدیا۔ کیونکہ ان پر بے اعتمادی کا ریزولیشن آرہا تھا۔ اور مسٹر باردولی نے کانگریسی وزارت مرتب کرلی جس میں پانچ ہندو اور تین مسلمان ہیں۔

۱۹ ستمبر۔ بھوپال۔ مسٹر جناح نے بھوپال کے مسلمانوں کے نام ایک پیغام بھیجا کہ وہ منظم اور متحد ہو کر اپنے حقوق کی حفاظت کریں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے موجودہ آئین کی رو سے صرف برطانوی ہند میں رہنے والے لیگ کے ممبر ہوسکتے ہیں۔ اس لئے ہم آل انڈیا مسلم لیگ کی برانچیں ریاستوں میں قائم نہیں کرسکتے۔

۱۹ ستمبر۔ جنیوا، آج لیگ اسمبلی کے اجلاس میں عراق کے وزیر خارجہ نے فلسطین کے حالات پر زبردست احتجاجی تقریر کرکے اور فلسطین کے عربوں کے ساتھ جو سلوک کیا جارہا ہے اس پر تمام ممالک اسلام میں اضطراب اور تشویش پیدا ہو جانے کا اظہار کرتے ہوئے اپنی حکومت کی بےچینی کو ظاہر کیا۔ اور کہا کہ فلسطین کی موجودہ حالات پر صبر نہیں کیا جاسکتا۔ امید ہے کہ برطانیہ بہت جلد عربوں کے مطالبات اور حقوق کو تسلیم کریگا۔ وزیر عراق کے بعد ہی وزیر خارجہ ایران نے تقریر کی۔ انہوں نے بھی اپنی حکومت کی طرف سے فلسطین کے حالات پر غم و غصہ کا اظہار کیا۔ اور شدید طور پر احتجاج کیا۔ ایرانی وزیر نے وزیر عراق کی تائید کرتے ہوئے ظاہر کیا کہ فلسطین کے عربوں کو ناخوش کرکے برطانیہ تمام اسلامی ممالک کی دوستی سے ہاتھ دھو رہا ہے۔

۲۰ ستمبر۔ لندن۔ ہندوستانی ہائی کمشنر سر فیروز خاں نون نے دوران بیان میں فرمایا کہ جنگ چھڑنے پر اہل ہند برطانیہ کی امداد کریں گے۔

۲۲ ستمبر۔ جنیوا، آج لیگ اسمبلی میں مصر کے ڈیلیگیٹ یحییٰ پاشا نے فرمایا کہ فلسطین کی صورت حالات سے مصر کو گہرا تعلق ہے اور مصر میں امن و امان ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ وہ ہمارا پڑوسی ہے ؛:

ہدایتِ کبریٰ

امرِ الٰہی تمام عالم کی روحِ حیات ہے

اب نظام مطلوب قرآن مجید کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا

(از حضرت مولانا کفیل احمد صاحب فاروقی. اُستاذ جامعۃ القرآن. بجنور)

صد جہاں در یک فضا پوشیدہ اند — مہرہا در ذرّہا پوشیدہ اند
از شعاعش دیدہ کن نادیدہ را — وانما اسرار نافہمیدہ را
جستجو را محکم از تدبیر کن — انفس و آفاق را تسخیر کن
نائبِ حق ہمچو جانِ عالم است — ہستیِ او ظلِ اسمِ اعظم است

ہستیِ مسلم ز آئین است وبس
باطنِ دین نبی این است وبس

اس میں شک نہیں کہ بیجان مادہ کے آفت خیز وقائع، حیرت انگیز مناظر نے عالم اجسام میں زبردست انقلاب پیدا کر دیا ہے۔ اور اس مردہ لاشہ کے ظاہری نقش ونگار پر فدا ہونے والوں کو ہنوز کسی دوسری جانب نظر اُٹھانے کی فرصت نہیں ہوئی۔ عروس فطرت کے مستور چہرہ سے بہت سے سربستہ رازوں کا نقاب ابھی تک نہیں اُٹھا۔ لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عشق و محبت کی یہ تمام شورشیں، ذوق وشوق کی یہ جملہ شورشیں، سعی وطلب کی یکسر کاوشیں ضرور بالضرور کسی ایک سرمدی حسن وجمال کا پرتو ہیں ؎

عباراتنا شتی وحسنک واحدٌ — وکلٌّ الی ذاک الجمال یشیر

وجودِ حقیقی | یہی وجہ ہے کہ ہمارے ناقص ومحدود علم میں جس قدر مادہ اور حرکت کے متعلق روز

بروز زیادتی ہو رہی ہے۔ اسی قدر ہم پر یہ راز منکشف ہو رہا ہے کہ صرف مادہ کے مظاہر و احوال کا مطالعہ اس صحیفۂ عالم کی حقیقت دریافت کرنے کے لئے کافی نہیں کیونکہ یہ مادّی نظام خود اپنے اندر کوئی تقدیم و اوّلیت نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ کسی ایسے "امر" کا درحقیقت تابع ہے جس کو مادہ کے علاوہ ہم علت یا محرک کہہ سکیں۔ اور گو علماءِ طبعیات کی موشگافیوں کے مطابق اس عالم میں کون و فساد کا ظاہری سبب سالمات یا جواہر کا عمل در عمل تسلیم کر لیا جائے مگر تاہم از روئے تحقیق ان سالمات وجواہر کے درمیان کچھ نہ کچھ ایسا خلا ضرور ہے جو کسی طرح مادہ سے پُر نہیں۔ اور پھر ان ذرات و سالمات کا باہمی اتصال وارتباط لامحالہ کسی غیر مرئی قوۃ کا فیض باطنی ہے۔ جس کو ہم "روح" سے تعبیر کر سکیں اور جس کا سارا سلسلہ "امرِ ربی" بلکہ ذاتِ ربی کی وحدت پر منتہی ہو جائے ؎

جاں نہاں در جسم و او در جاں نہاں اے نہاں اندر نہاں اے جانِ جاں

امر الٰہی ہم چاہتے ہیں کہ اس حقیقت کو آیاتِ بینات کی روشنی میں ذرا تفصیل سے پیش کریں۔ تاکہ مطلب کے افہام میں سہولت اور مقصد کی تفہیم میں قوت پیدا ہو۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے

اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن	اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور ان
الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن	ہی کی مثل زمین بھی۔ ان سب کے اندر اس کا حکم نازل
لتعلموا ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر و ان	ہوتا رہتا ہے۔ تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز کر سکتا ہے
اللہ قد احاط بکل شیء علما (الطلاق)	اور اللہ کے علم میں ہر چیز کی سمائی ہے۔

بلاشبہ زمین و آسمان کی پیدائش کے بعد اُن کے درمیان امر معین کا نازل ہونا تاکہ حق تعالیٰ کی عام قدرت اور علمی وسعت کا اندازہ ہو۔ اس بات کی صاف دلیل ہے کہ عالم خلق میں مادہ کے علاوہ "امر الٰہی" کارفرما ہے۔ اور یہ تکوینی و تشریعی نظام ایک مافوق الفطرۃ ہستی کے حکم سے دانائی و توانائی کے ساتھ چل رہا ہے۔ چنانچہ اسی خلق و امر کو عالمگیر شاہنشاہیت کے ساتھ سورۂ اعراف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ان ربکم اللہ الذی خلق السمٰوٰت و	بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان و زمین کو
الارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی	چھ دن (کی مقدار) میں پیدا کیا پھر عرش پر قرار پکڑا
العرش یغشی اللیل النھار یطلبہ حثیثا	وہ اڑھاتا ہے رات پر دن کہ وہ اس کے پیچھے دوڑتا ہوا

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ ۗ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ط

چلا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو پیدا کیا تابعدار اپنے حکم کے۔ سن لو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا۔ اللہ جو رب سارے جہان کا بڑی برکت والا ہے

پھر دوسری جگہ زمین و آسمان وغیرہ کی ایجاد و تخلیق اور تکوینی احکام کی تسلیم و مطاوعت سے رب العالمین نے اپنے غلبہ و استیلاء اور شان امر کو یوں ظاہر کیا ہے۔

قل ائنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون لہ اندادا ذلک رب العلمین ۔ وجعل فیہا رواسی من فوقہا وبارک فیہا وقدر فیہا اقواتہا فی اربعۃ ایام سواء للسائلین ۔ ثم استوی الی السماء وہی دخان فقال لہا وللارض ائتیا طوعا او کرہا ۔ قالتا اتینا طائعین ۔ فقضاہن سبع سموٰت فی یومین واوحی فی کل سماء امرہا ۔ وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظا ۔ ذلک تقدیر العزیز العلیم ۔

(سورہ)

کہدیجئے کیا تم اس سے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کر دیا اور تم اسکے شریک ٹھہراتے ہو۔ وہی سارے جہان کا رب ہے۔ اور اس نے زمین کے اوپر پہاڑ بنائے اور اس میں برکت رکھ دی اور اسمیں اس کی غذائیں تجویز کر دیں چار دن میں۔ پورا ہی سوال کرنے والوں کو پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھواں سا تھا۔ سو اس سے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی سے۔ دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حاضر ہیں سو دو روز میں اس کے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں اسکے مناسب اپنا حکم اتار دیا اور ہم نے سب سے ورلے آسمان کو ستاروں سے سجایا اور محفوظ کر دیا۔ یہ تجویز ہے زبردست، واقف کار کی۔

امر الٰہی سے مراد کلامِ انشائی لفظ "کن" ہے

پھر اسی "امر" کو متعدد آیات خلق اور ابداع کے بعد کلام انشائی لفظ کن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ جس سے عالم کی تدبیر و تصریف پر کماحقہ روشنی پڑتی ہے۔

بدیع السموٰت والارض ۔ واذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون (البقرہ)

نیا پیدا کرنے والا ہے آسمان و زمین کا اور جب حکم فرماتا ہے کسی کام کو تو یہی فرماتا ہے اس کو کہ ہو جا پس وہ ہو جاتا ہے۔

وهو الذی خلق السموات والارض بالحق ط ویوم یقول کن فیکون (الانعام)

اور وہی ہے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر۔ اور جس دن کہیگا کہ "ہوجا" تو وہ ہوجائیگا (الانعام)

اولیس الذی خلق السموات والارض بقادر علیٰ ان یخلق مثلهم بلیٰ و هو الخلاق العلیم انما امره اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون ط (یٰسین)

کیا جس نے آسمان و زمین بنائے ان جیسے نہیں بنا سکتا؟ کیوں نہیں۔ اور وہی ہے اصل بنانے والا سب کچھ جاننے والا۔ اس کا حکم یہی ہے کہ جب کسی چیز کو کرنا چاہے تو اس کو فرمادے "ہوجا" پس وہ اسی وقت ہوجائے (یٰسین)

ان مثل عیسیٰ عند الله کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون (آل عمران)

بیشک عیسیٰ کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی مثال کی طرح ہے کہ اس کو مٹی سے بنایا پھر اس کو فرمادیا کہ "ہوجا" سو وہ ہوگیا (آل عمران)

یہی کلام انشائی عالم کی روح حیات ہے اور اسی روح کو ہم "وحی" سے تعبیر کر سکتے ہیں

معہذا اسی امر الٰہی یا کلام انشائی کو دیگر آیات میں روح کی بجائے اکثر استعمال کیا گیا ہے۔ یا روح کی تفسیر امر مخصوص سے کی گئی ہے۔ نیز روح سے مراد وحی لی گئی ہے۔ اور غالباً اسی مناسبت سے مہبط وحی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے مبارک القاب سے یاد کیا گیا ہے کیونکہ ان کی پیدائش بھی از روئے خرقِ عادت محض امر الٰہی اور روح القدس کی تائید سے عمل میں آئی ہے

انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول الله وکلمته القاها الیٰ مریم وروح منه (النساء)

بیشک مسیح یعنی عیسیٰ بن مریم اللہ کا رسول اور کلمہ ہے۔ جس کو مریم کی طرف اس نے القا کیا اور اس کے ہاں کی روح ہے (النساء)

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجها فنفخنا فیه من روحنا (التحریم)

اور مریم بیٹی عمران کی جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی سو ہم نے اس میں اپنی جانب سے روح پھونک دی (التحریم)

(باقی)

علامۂ جلیل سیدنا انور شاہ صاحب اور قادیانیت

(گذشتہ سے پیوستہ)

ضروریات دین کے انکار سے اگر کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہ ہوتا تو قرون مشہود لہا بالخیر میں مسلیمہ اور اس کے متبعین کو بھی کافر قرار نہ دیا جاتا اور اس کے نماز پڑھنے روزہ رکھنے زکوٰۃ دینے، نیز خاتم النبیین کی نبوت کا مسلمانوں کی طرح اقرار کرنے کو زائد از ضرورت ثبوت سمجھا جاتا۔ یہ چیز یہاں پایہ تحقیق کو پہنچتی ہے کہ ضروریات دین میں تاویل وانکار کسی حال میں جائز نہیں۔ اور یہ دونوں دلیل کفر وموجب ارتداد ہیں۔ جس طرح مجتہد فیہ مسائل کی بنا پر کسی شخص کو کافر کہہ دینا سخت مذموم شرعاً وعقلاً ممنوع ہے۔ ٹھیک اسی طرح ضروریاتِ دین سے انکار کرنے والے کو کافر قرار نہ دینا بھی خلاف شرع وعقل ہے۔

علامۂ مرحوم نے اپنی اس کتاب میں کفر اور اسلام کی حقیقت نہایت دل نشین انداز میں بیان فرمائی ہے۔ اور اس مسئلہ کو قرآن وسنت، آثار صحابہ وتابعین، تصریحات ائمہ حدیث اور اقوال فقہا ومحدثین کی روشنی میں پوری وضاحت بسط اور تفصیل سے حل کیا ہے۔ علامہ مرحوم فرماتے ہیں کہ

"یہ بات ظاہر ہے کہ کافر اس کو کہتے ہیں جس میں ایمان نہ ہو۔ پس ایسا شخص اگر ایمان ظاہر کرنے تو وہ منافق کہلائے گا۔ اور اگر کفر اسلام کے بعد طاری ہو تو مرتد کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس نے اسلام سے رجوع کیا اور اگر دو یا دو سے زیادہ معبودوں کا قائل ہو تو وہ مشرک ہے۔ اس لئے کہ اس نے الوہیت میں دوسرے کو شریک کر لیا۔ اور اگر اس نے اپنا دین کتب منسوخہ کو بنایا تو اسے اہلِ کتاب کا لقب دیا جائے گا۔ یعنی یہودی اور نصرانی۔ اور اگر دہر کے قائم ہونے، حوادثات کو دہر کی طرف منسوب کرنے کا قائل ہو تو وہ دہریہ سمجھا جائے گا۔ اور اگر باوجود اقرار نبوت صلی اللہ علیہ وسلم واظہار شعائر اسلام کے باطن میں عقائد کفریہ رکھتا ہو جو باتفاق کفر ہوں تو وہ زندیق ہے۔ (اکفار الملحدین ص۱) کفار مشرکین اور منافقین کی اس تعریف کے بعد رد المحتار ص۳۱۳ کی یہ عبارت نقل کرتے ہیں

لاخلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب

طول عمرہ علی الطاعات کما فی شرح التحریر۔ یعنی جس اہل قبلہ کی زندگی طاعات پر مداومت میں گذری ہو اور وہ قدم عالم، نفی حشر، نفی علم اللہ تعالیٰ کا قصد رکھتا ہو، اس کے کفر میں کسی کا اختلاف و نزاع ہی نہیں۔ لاعلم اصحاب کی اس غلط فہمی کو کہ کلمہ گو مکفرانہ عقائد کے باوجود کافر نہیں ہو سکتا، زائل فرماتے ہوئے علامہ مرحوم نے مرزائے قادیان پر اس کے چند عقائد کفریہ کی بنا پر کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ مثلاً ختم نبوت کا انکار، اطاعت اللہ و رسول کے ذریعہ نبوت کو حاصل کرنا، یا انبیاء علیہم السلام کی توہین وغیرہ وغیرہ۔

علامہ مرحوم کی یہ کتاب ایسے ہی قیمتی لعل و یاقوت سے بھرپور ہے۔ سلسلہ سخن کے دراز ہو جانے کے خطرہ سے راقم الحروف اس کے مزید اقتباسات پیش نہیں کر سکتا۔ علامہ کی دوسری کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مسئلہ حیات و ممات سے متعلق ہے جس کا نام ہے "عقیدۃ الاسلام" اس کتاب میں حضرت عیسیٰ کی موت و زندگی پر تشفی بخش بحث فرمائی گئی ہے۔

تیسری کتاب مسئلہ ختم نبوت پر ہے اور اس کا نام خاتم النبیین ہے۔ علامہ مرحوم اس کتاب کے دیباچہ میں فرماتے ہیں کہ

"ایں مقالہ ایست در ختم نبوت و تفسیر آیہ کریمہ خاتم النبیین کہ در رد الحاد و زندقہ و کفر و ارتداد قادیانی صورت تحریر بست۔ اگرچہ ایں شخص بہرۂ علم و عمل نداشت و از فرق تا قدم از فضائل علم و فہم، تقویٰ و طہارت محض فارغ و عاری بود و ہیچ حقیقتے را از حقائق عرفاء صحیح نہ فہمیدہ۔ ترکیب وے از خبط و غلط و جہل مرکب و ذل و خواری بودہ۔ لیکن دعویٰ نبوت و مسیحیت کردہ تہلکہ در امت مرحومہ گذاشت"

علامہ مرحوم آیت وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کی طویل تفسیر بے نظیر فرمانے کے بعد اس کتاب میں صفحہ ۶۰ پر رقمطراز ہیں۔

"جاننا چاہیئے کہ طریقہ حق طلبی و حق پسندی و حق نیوشی یہ ہے کہ کلام الٰہی کی قیود کلام الٰہی سے تلاش کر کے حاصل کی جائیں اور یہ طریقہ ہر ذی فہم متکلم کے کلام میں ملحوظ ہوتا ہے۔ اپنی جانب سے باتباع اغراض نفسانی قیدیں لگانا اور کلام معجز نظام میں تفریق کرنا الحاد و زندقہ ہے پس جب حق تعالیٰ نے فرما دیا کہ وما کان محمد الخ تو نیوہ ایمان یہ ہے کہ ہم تمام کشا جتوں کو بالائے

طاق رکھکر آنحضرت ؐ کو تمام انبیاء کا خاتم یقین کریں۔ اور اس بات پر ایمان رکھیں کہ عقیدہ ختم نبوت کے بارے ہی میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

جب حضرت حق نے کوئی تقسیم (ظلی و بروزی) اور کوئی تقیید (تشریعی وغیر تشریعی) کی نہیں فرمائی تو ہم کو کوئی حق حاصل نہیں کہ گمراہانہ شبہات اور الحاد کی بنا پر آیت کے عموم و اطلاق کو نظر انداز کردیں۔ کیونکہ نص کا مقابلہ قیاس سے سب سے پہلے ابلیس نے کیا تھا۔ سطور مابعد میں فرماتے ہیں۔

"عقیدہ ختم نبوت پر ہر زمانہ میں اجماع رہا ہے اور عصر نبوت سے لیکر اس زمانہ تک تمام امت اس عقیدہ پر قائم رہی ہے معلوم ہوا کہ یہ عقیدہ قطعی الثبوت ہے اور اس عقیدہ کے اثبات کے لئے یہ آیت قطعی الدلالۃ ہے اور جو کچھ یہ متجدد اور اس کے چیلے کہتے ہیں وہ خلاف حق ہے اور صریح مغالطہ دہی ہے۔"

"خاتم النبیین" میں ختم نبوت پر ہزارہا دلائل پیش کی گئی ہیں جن کا اس موقعہ پر بیان کردینا ممکن نہیں۔ پڑھنے والے اصل کتاب میں ان کا ملاحظہ کریں۔

علامۂ مرحوم نے وفات سے کچھ روز پہلے "دعوت حفظ ایمان" کے نام سے اردو میں دو رسالے بھی قلمبند فرمائے تھے۔ جن میں مرزا کے کفر پر محققانہ تبصرہ کیا گیا تھا۔ مختصر یہ کہ علامۂ مرحوم نے تحریری طور پر قادیانیت کے خلاف دم واپسیں تک جہاد فرمایا۔

تقریری جہاد علامۂ مرحوم نے تحریری طور پر قادیانیت کے خلاف جہاد کرنے کے علاوہ مواعظ و تقاریر کے ذریعہ سے بھی عوام کو اس فتنہ کی ہلاکت آفرینیوں سے بچانے کی کوشش کی۔ دارالعلوم دیوبند کے دس پندرہ سالہ دور قیام میں بھی آپ ملک کے دور دراز مقامات پر بارہا تشریف لے گئے۔ اور ہزارہا مسلمانوں کے اجتماع میں حقائق پرور تقریریں فرماتے رہے۔ دیوبند سے ڈابھیل چلے جانے کے بعد مواعظ و تقریر کا یہ سلسلہ آپ نے پہلے سے زیادہ التزام کے ساتھ جاری رکھا۔ کئی مرتبہ پنجاب و یو۔ پی کے دورے کئے۔ اور آپ نے ہر اس جگہ جہاں متنبی قادیان کے مرید مسلمانوں کی بربادی کا سامان پیدا کرتے تھے پہنچکر اُن کے ارادوں کی ناکامیوں اور عزائم کی تدفین کا بیڑا اٹھایا۔

مجلس احرار اسلام ہند کے زعما بالخصوص مجاہد ملت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری

حضرت مولینا حبیب الرحمن لدھیانوی بھی استیصال قادیانیت کی طرف علامہ مرحوم کے ارشادات ہی پر متوجہ ہوئے تھے۔ مجھے یہ دیکھکر بے انتہا مسرت ہوئی ہے کہ یہ دونوں بزرگ حضرت مرحوم کی اس تحریک کو جاری رکھنے کی پوری کوشش فرمائے ہیں۔ اور انہوں نے پے درپے قادیانیت کے جمجمہ کو اپنے گرزگراں کی ضرب کاریوں سے بہت حد تک ماؤف کر دیا ہے۔

علامہ مرحوم کے تقریری جہاد کی ضمن میں ریاست بہاولپور کے اس مشہور مقدمہ کا ذکر کرنا ناگزیر ہے۔ جو مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان آج سے پانچ سال پہلے بہت دنوں تک چلتا رہا تھا۔ اور جس میں بالآخر قادیانیوں کو شکست ہوئی تھی۔ اس مقدمہ کا مختصر ذکر یہ ہے کہ بہاولپور کی ایک مسلمہ کا خاوند نکاح کے بعد قادیانی ہوگیا۔ شرعی حیثیت سے نکاح فسخ ہوگیا تھا لیکن خاوند مسلمہ سے علیحدہ ہو جانے کے بجائے اسے اپنے ساتھ مرزا کے حلقۂ مریدین میں داخل کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ معاملہ بڑھا اور عدالت تک پہنچا۔ مسلمانوں نے مسلمہ کی امداد کی اور علمائے اسلام کو عدالت میں بیانات دینے کے لئے بلوایا۔ ادھر طائفہ قادیانیت نے اس کے خاوند کے سر پر ہاتھ رکھا اور ہر ممکن طریق سے اس کی اعانت کرتے رہے۔ ظاہر ہے کہ معاملہ بہت اہم تھا۔ اگر عدالت کے سامنے قادیانیوں کے کفر کو واضح طریق پر ظاہر نہ کیا جاتا اور براہین قاطعہ و دلائل کاملہ سے اُن کے کفر پر مہر شہادت ثبت نہ کی جاتی، تو مفت میں ایک مسلمہ قادیانیوں کے دام فریب میں پھنستی۔

بزرگان سلف کی تاریخ حیات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے ان میں سے ہر ایک کو کسی نہ کسی معرکہ کو سر کرنے کے لئے اس دنیا میں بھیجا تھا۔ جب تک وہ اس معرکہ میں بحسن و خوبی فتحیاب نہ ہوا۔ قدرت نے ظاہری طور پر اسے ہماری نظروں سے اوجھل نہ کیا۔ علامہ مرحوم کے ایام علالت میں اس مقدمہ میں شریک ہونے، اس سے بہت زیادہ دلچسپی لینے اور بار بار مسلمانوں کی کامیابی کے لئے دعا کرنے، نیز اس مہم کو سر کرنے کے بعد بہت تھوڑی سی مدت میں عالم بقا کو سدھار جانے سے راقم الحروف کے اس خیال میں اور زیادہ پختگی پیدا ہو جاتی ہے اور یقین ہوتا ہے کہ دست اجل ان کے رشتۂ زندگی کو منقطع کرنے میں صرف اس لئے دیر کر رہا تھا کہ وہ اس مہم کو سر کرلیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مقدمہ کے فیصلہ کے چند ماہ بعد علامہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے غرضیکہ حضرت علامہ نے عدالت میں قادیانیوں کے کفر اور نکاح کے فسخ ہو جانے پر ایک بحر از حقائق و معارف

تقریر فرمائی جس سے عدالت پر بہت اچھا اثر ہوا۔ اور اُس کے سامنے مسئلہ کے بعض تاریک سے تاریک پہلو بھی روشن ہو گئے۔ یہ تقریر بہت اہم اور معرکہ آرا ہونے کی حیثیت سے علامہ مرحوم کے تقریری جہاد کے ضمن میں قابلِ[۵] ذکر ہے

علامہ مرحوم کے تقریری جہاد کے مفصل تذکرہ کی قلت صفحات کی وجہ سے یہاں گنجائش نہیں اس لئے میں اپنے مضمون کو یہاں ختم کر دینے پر مجبور ہوں۔

حدیث آخر علامہ سید انور شاہؒ اور قادیانیت" کے موضوع پر میں نے جو کچھ لکھا ہے وہ بہت ہی مختصر نامکمل اور غیر مربوط ہے۔ سچ یہ ہے کہ بحر علم و فضل کے اس لولوئے آبدار اور درِ مکنون کی تعریف میں سینکڑوں صفحے سیاہ کر دینے کے بعد بھی اچھے سے اچھے مضمون نگار کو یہ کہکر قلم چھوڑ دینا پڑتا ہے کہ

دامانِ نگہ تنگ گلِ حسن تو بسیار
گل چیں بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

پھر مجھ جیسے کم علم حقیر و ناتواں شخص کا اُن کی گہرائیوں میں نہ پہنچنا کب تعجب خیز ہو سکتا ہے۔

کارساز حقیقی اس دعائے نیم شبی کو قبول فرمائے کہ حضرت علامہ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب ہو۔ اُن کی قبر پر ہمیشہ رحمت باری کے جلوے بکھرتے رہیں۔ ان کا فیض دیر تک جاری رہے اور ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ان کے ملفوظات وارشادات سے مستفید ہوں۔ ان کے نقش قدم پر چلکر تیرے فرمانبردار بندے کہلانے کا شرف حاصل کر سکیں۔ اللہ پاک! جس شجر اسلام کو ترو تازہ دیکھنے کی آرزو علامہ مرحوم کے قلب میں پنہاں تھی اپنی بارش کرم سے اس کی ہر شاخ کو ہری کر دے۔

۳۰ جنوری ۱۹۳۸ء ——— ابن الانور ——— شاہ منزل دیوبند

---

[۵] علامہ مرحوم کی یہ تقریر کتابی صورت میں شائع ہو چکی ہے۔ ارادہ تھا کہ ناظرین کی دلچسپی کے لئے اس کے کچھ اقتباسات اس موقع پر پیش کروں۔ لیکن افسوس اس مضمون کے لکھتے وقت وہ باوجود کوشش کے دستیاب نہیں ہوئی۔ انشاء اللہ اس مضمون کے طبع ثانی کا موقعہ اگر ہاتھ لگا تو اس کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔ علامہ کی یہ تقریر بہ سلسلہ مقدمہ ... کے چیدہ چیدہ علما کی وہ تمام تقریریں بھی شامل ہیں جو انھوں نے اس مقدمہ میں عدالت کے سامنے فرمائی تھیں۔ شائقین دفتر اشاعت مقدمہ مرزائیت بہاولپور سے طلب کر سکتے ہیں۔ قیصر

ترجمہ تفسیر ابن کثیر

گذشتہ سے پیوستہ (از حضرت علامہ مولانا سید فخر الدین احمد صاحب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُورَۃُ الفَاتِحَہ

(۱) اس سورت کو فاتحہ کہا جاتا ہے۔ یعنی آغاز۔ کیونکہ مصحف میں یہ سورت سب سے پہلے لکھی جاتی ہے۔ اور اسی سے نماز میں قراءت کا آغاز ہوتا ہے۔

(۲) حضرت انس نے بیان کیا ہے کہ جمہور علماء کے نزدیک اس کا نام "ام الکتاب" بھی ہے۔ یعنی کتاب کی اصل۔ لیکن حضرت حسن بصری اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ نے اس نام کو پسند نہیں کیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ کتاب اللہ کی اصل۔ لوح محفوظ ہے۔

حضرت حسن فرماتے ہیں کہ "ام الکتاب" آیات محکمات ہیں۔ یعنی قرآن پاک کی وہ آیتیں جو غیر مشتبہ طریق پر اپنا مفہوم بتلاتی ہیں۔ اور نسخ و اشتباہ اور ہر قسم کے تغیر سے محفوظ ہیں۔ اور اسی نظریہ کی بنا پر ان دونوں بزرگوں نے یہ بھی پسند نہیں کیا کہ اس صورت کو "ام القرآن" کہا جائے (یعنی قرآن پاک کی اصل)

مگر ترمذی شریف کی صحیح حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الحمد للہ رب العلمین۔ ام القرآن ہے۔ ام الکتاب ہے۔ سبع مثانی ہے۔ قرآن عظیم ہے۔

(۴) اس سورت کو الحمد بھی کہا جاتا ہے۔ (۵) اور الصلوٰۃ بھی کہتے ہیں۔ اور وجہ تسمیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حق جل مجدہٗ سے نقل کر کے فرماتے ہیں۔ قسمت الصلوٰۃ بینی و بین عبدی نصفین الحدیث

ترجمہ۔ میں نے صلوٰۃ۔ یعنی سورۂ فاتحہ کو اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نصفا نصف تقسیم کر دیا۔ اس حدیث میں سورہ فاتحہ کو صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ سورہ فاتحہ نماز کے لئے شرط ہے (کہ اس کے بغیر نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے)

ط پوری حدیث سورہ فاتحہ کے فضائل کے سلسلہ میں آئے گی۔

(۶) اس سورت کا نام "شفا" بھی ہے۔ کیونکہ دارمی نے بحوالہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ فاتحۃ الکتاب ہر زہر کی شفا ہے۔

(۷) اس سورت کو "رُقیۃ" بھی کہا جاتا ہے۔ (جھاڑنے کی دعا) کیونکہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے (جسکو صحیح بخاری میں روایت کیا گیا ہے) کہ جب حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے ایک مارگزیدہ شخص پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ یہ سورت رُقیہ بھی ہے۔

(۸) حضرت شعبی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا نام اساس القرآن بھی بتایا۔ یعنی قرآن حکیم کی بنیاد۔ نیز فرمایا تھا سورۂ فاتحہ کی اساس (بنیاد) بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے۔ ۵ دفیل الفاد ۱۲

(۹) حضرت سفیان بن عیینہ نے اس کا نام واقیہ (محافظ) بھی بیان کیا ہے

(۱۰) حضرت یحییٰ بن ابی کثیرؒ نے اس کا نام کافیہ بھی تجویز کیا ہے۔ کیونکہ یہ سورت اپنی ماسوا تمام سورتوں سے مستغنی کر دیتی ہے۔ اور اس کے سوا کسی دوسری سورت کی یہ شان نہیں۔ چنانچہ ایک حدیث مرسل میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ اپنے ماسوا تمام سورتوں کا بدل اور عوض ہو سکتی ہے۔ لیکن اور کوئی سورۃ۔ سورۂ فاتحہ کا بدل نہیں ہو سکتی۔

(۱۱) اس کو سورۃ الصلوٰۃ۔ اور سورۃ الکنز بھی کہا جاتا ہے۔ (جیسا کہ علامہ زمخشریؒ نے تفسیر کشاف میں بیان کیا ہے)

مکی ہے یا مدنی علماء کے اقوال مختلف ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس۔ حضرت قتادہ۔ حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں مکی ہے۔

(۲) حضرت ابوہریرہ۔ حضرت مجاہد۔ حضرت عطاء بن یسار اور امام زہری فرماتے ہیں مدنی ہے۔

(۳) دو مرتبہ نازل ہوئی۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ مکہ معظمہ میں نازل ہوئی اور ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں۔

بظاہر پہلا قول صحیح ہے۔ کیونکہ سورہ حجر میں اسی سورۃ کے متعلق خداوند عالم نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنے احسان کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ ولقد آتینٰک سبعا من المثانی

یعنی ہم نے تم کو عطا کی سبع مثانی۔ یعنی سورہ فاتحہ (کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سبع مثانی کی تفسیر سورہ فاتحہ فرمائی ہے)

اب ظاہر ہے کہ اگر سورہ فاتحہ کا نزول سورہ حجر سے پہلے نہ ہوتا تو اس احسان کا اظہار بے معنی تھا اور اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ سورہ حجر مکہ معظمہ میں نازل ہوئی[1]

قرطبی نے فقیہ ابو اللیث سمرقندی سے ایک نہایت ہی غریب قول نقل کیا ہے کہ سورہ فاتحہ کا اول نصف مکہ معظمہ میں نازل ہوا ہے اور آخر کا نصف مدینہ طیبہ میں۔

سورۂ فاتحہ کی آیتیں ۔ اس پر اتفاق ہے کہ سورہ فاتحہ سات آیتیں ہیں۔ البتہ عمرو بن عبید آٹھ اور حسین جعفی چھ آیات کے قائل ہوئے ہیں۔ مگر یہ دونوں قول شاذ (اور مردود) ہیں۔

ہاں اختلاف اس میں ہے کہ بسم اللہ ان سات آیتوں میں داخل اور جزو فاتحہ ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں تین قول ہیں۔

(۱) بسم اللہ سورہ فاتحہ کی پہلی آیت ہے اور مستقل ہے۔ قراء کوفہ کا بالعموم مسلک یہی ہے۔ اور صحابہ کرام، تابعین اور متاخرین کی ایک جماعت بھی اسی کی قائل ہے۔

(۲) سورۂ فاتحہ کی پہلی آیت کا ایک ٹکڑا ہے۔ یعنی بسم سے رب العلمین تک ایک آیت ہے۔

(۳) سورۂ فاتحہ کے شروع کا جزو ہے ہی نہیں۔ مدینہ طیبہ کے قُراء اور فقہاء کا مسلک یہی ہے۔

ان تینوں قولوں کی تفصیل اپنے موقعہ پر انشاء اللہ آگے آئے گی۔

سورۂ فاتحہ کے کلمات اور حروف علماء نے فرمایا ہے کہ سورۂ فاتحہ میں پچیس ۲۵ کلمہ ہیں اور ایک سو تیرہ حروف۔

ام الکتاب کی وجہ تسمیہ امام بخاری رحمۃ اللہ نے کتاب التفسیر کی ابتداء میں فرمایا ہے " اس سورت کا نام ام الکتاب اس لئے ہے کہ قرآن پاک کی کتابت میں سب سے پہلے اسی کو لکھا جاتا ہے۔ اور نماز میں قراءت بھی پہلے اسی کی ہوتی ہے "

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ام الکتاب اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے مضامین تمام قرآن پاک کے مضامین کا مرتب جامع خلاصہ۔ اور عرب اپنے محاورات میں ایسی چیز کو امّ کہہ دیا کرتے ہیں جو دیگر امور کے لئے جامع ہو۔ یا کسی ایسی چیز کا پیش خیمہ ہو کہ جب اس چیز کا ظہور ہو تو اسکو امام جامع کی حیثیت دی جائے۔ (باقی آئندہ)

[1] اتقان فی علوم القرآن ص ۱۷

صدیق اکبر اور حضرت بلال (بقیہ صـ ۴۲)

وہ حبشی ہے۔ آزاد کردہ غلام ہے۔ مگر مقربین بارگاہ کے نزدیک سردار ہے۔ آقا ہے۔ فاروق اعظم اُس کو سید کہتے ہیں۔ کفار مکہ کو حیرت ہے کہ ابوبکر صدیق نے ایک ادنیٰ غلام کے لئے اتنی دولت لٹادی۔ وہ کہتے ہیں کہ شاید بلال کا صدیق اکبر پر کوئی احسان ہوگا۔

رحمت حق کو اس بے معنی اعتراض پر غیرت آتی ہے۔ ابدالاباد تک باقی رہنے والے کلام میں امیہ کی ملامت اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کا شکریہ عرش معلیٰ سے نازل ہوتا ہے۔

فانذرتکم نارا تلظی لا یصلاھا الا الاشقی الذی کذب و تولی وسیجنبھا الاتقی الذی یؤتی مالہ یتزکی وما لاحد عندہ من نعمۃ تجزی الا ابتغاء وجہ ربہ الاعلی ولسوف یرضی

میں تم کو اس آگ سے ڈراتا ہوں جس کے شعلے بھڑکتے رہتے ہیں جس میں بڑے درجے کے بدبخت داخل ہوں گے۔ جو حق کو جھٹلاتے ہیں اور اس سے منہ موڑتے ہیں اور اس سے وہ بڑے درجہ کا متقی محفوظ رہے گا جو اپنے مال کو راہ خدا میں صرف اسلئے خرچ کرتا ہے کہ مقدس ہو جائے اس پر کسی کا احسان نہیں جس کا وہ بدلہ دے صرف اس لئے کہ اپنے بلند ترین رب کی خوشنودی حاصل کرے۔ چنانچہ وہ بہت جلد راضی ہو جائے گا۔

(ماخوذ از قصص القرآن۔ اسد الغابہ۔ اصابہ۔ تفسیر حسینی۔ بغوی وغیرہ (محمد میاں)

مولانا الشیخ حسین احمد زید قدرہ

نتحف الناظرین الکرام بابداع قصیدۃ ارتجلها ادیب الحجاز وشاعرہ حضرۃ العلامۃ الشیخ عمر بن العلامۃ الاوحد الشیخ ابراهیم البری احد اعیان علماء المدینۃ المنورۃ وادباءها النزیل فی الهند منذ شهور۔ وذلک فی حفلۃ مبارکۃ اقیمت بدار العلوم الدیوبندیۃ۔ اجتمع فیها علماء دار العلوم واساتذتها الفخام۔ یمدح بها سیدنا الشیخ الاسلام السید حسین احمد المدنی شیخ الحدیث بدار العلوم المذکورۃ جلت مزایاہ وعمت۔ ولقد ابدع الادیب الفاضل فی قصیدتہ حیث طرزها باسم الممدوح (مولانا الشیخ حسین احمد زید قدرہ) فللہ درہ۔

ثم یجب علینا الشکر لحضرۃ استاذ الادب الحاج العلامۃ الحافظ مولانا محمد اعزاز علی شیخ الفقہ بدار العلوم المذکورۃ حیث ارسل القصیدۃ الغراء الی ادارۃ المجلۃ "قائد" لتکون اکلیلا لتاج دورها الجدید۔ محمد میاں عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

م	ما فی الوجود سواک شیخ یذکر	ویسیر فی درک الکمال ویصبر	١
و	والیک کل بالبنان یشیر فی	نادی الفضائل ان هذا الابر	٢
ل	للہ نفس قد حوت شریفۃ	تأبی الدنایا خلقۃ لا تنکر	٣
ی	یا افضل الفضلاء غیر مدافع	من ذا یکون بمثل مجدک یخطر	٤
ن	نسب کما انبلج الصباح یضمه	علم یظل الدین منه یمطر	٥
ا	اللہ اکبر قد غدت ذا لدی الوری	فردا بمجموع الفخار یوزر	٦
ا	العرب اجمع ترتضیک امامها	والعجم طرا مثلها لا تنفر	٧
ل	لا موضع الا وذکرک عنده	عطر یفوح لذا الانام وینشر	٨
ش	شرقا وغربا این کنت جماله	ان الرضا من روح ربک مظهر	٩

ی — یا سیدا من سید من سید — من ذلک استطعہ شکرو مصدر ١٠

خ — خلقوا کما شاؤا جمال مواضع — حتوا یراد وانکن منہم اشہر ١١

ح — حسب الشریف اذا تزین بالہدیٰ — اضوی من البدر المنیر وانور ١٢

س — سبحان معطیک المزایا کلہا — فخرا وفضلا لا یزال یزخر ١٣

ی — یعطیک من ثمر الحقائق اثرہ — کنزا لدن قد ثق وھو عندک ابرز ١٤

ن — نعم المحدث عن اللہ بل — نعم المفسر ان تحشر لمحضر ١٥

ا — اظہرت فلسفۃ البخاری لدی الوری — فبک البخاری مسلم یستظہر ١٦

ح — حقا ابنت السنۃ وہی کما تری — ست جہات بالملأ تتسور ١٧

م — من این جئت تکونت کوجہها — ابدا ابتضلات عینہا تستبصر ١٨

د — دین متین ثم رای یجتلی — کالشمس تظہر ما یکن ویستر ١٩

ز — زعم الحواسد ان مثلک کائن — فی عصرنا والبغض موت احمر ٢٠

ی — یا ایہا الزعماء زعمکم سدی — قد ضاع منظرہ الجمال الازہر ٢١

د — دینوا لہ ان السماح حلیفہ — والنصر قد اخاہ مذ ہو اصغر ٢٢

ق — قد صرح الفضل المبین عن الحجا — فیہ وان الحاسد المستحقر

د — دعوی الفضیلۃ فی الانام کثیرۃ — لکنہا عند الحقیقۃ تزور

ر — ریضت لہ بالجد والکد الذی — ترک اللیالی فی ہواہ تسہر

هیهات تنشد فی سوال حقیقۃ
ما فی الوجود سوال شیخ یذکر

سنہ ۱۳۵۷ھ

تاریخ ہندوستان کا ایک باب بقیہ صفحہ ۴۳

(کما نذر الجیف) مگر ابھی معزالدین کی حکومت کو ایک سال نہ ہوا تھا کہ حسین علی خاں گورنر صوبہ اور اس کے بھائی عبداللہ خاں گورنر الہ آباد کی مدد سے شاہزادہ فرخ سیر۔ اپنے چچا معزالدین کے مقابلہ میں کامیاب ہو گیا۔ معزالدین قتل کیا گیا اور فرخ سیر کا قدم سریر سلطنت پر پہنچا۔

حسین علی خاں بہادر امیرالامرا قرار پائے۔ عبداللہ خاں کو قطب الملک کے خطاب سے نوازا گیا۔ اور منصب وزارت تفویض ہوا اگرچہ وہ پرلے درجہ کا عیاش اور بدچلن تھا یہ دونوں گورنر شیعہ تھے۔ جانٹھ ضلع مظفر نگر کے شیعہ انہیں کی اولاد میں سے ہیں۔

بادشاہ اگرچہ فرخ سیر تھا۔ مگر ان دونوں کے قبضہ میں۔ مردہ بدست زندہ۔

فرخ سیر سے زیادہ راجہ رتن چند کا حکم چلتا تھا۔ جو قطب الملک کا میر منشی تھا۔

آخر کار فرخ سیر کی رگوں میں تیموری خون کی حرارت پیدا ہو گئی۔ یا میر جملہ جیسے مقربین نے (جنکو حسین علی اور عبداللہ کے اقتدار پر رشک تھا) اُس کو مشتعل کر دیا۔ لیکن جب فرخ سیر نے ارادہ کیا کہ امیرالامرا اور قطب الملک کے اختیارات پر حدود قائم کرے۔ تو دفعتہً اسکو دبھیم و سریر سے الگ ذلت اور بے بسی کی موت مار دیا گیا۔ اور اُس کے بجائے شمس الدین رفیع الدرجات پسر رفیع القدر پسر بہادر شاہ اول کو بتاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۱۳۱ھ تخت پر بٹھا دیا گیا۔

حسین علی خاں اور عبداللہ خاں کی غداری پر جس قدر لعنت کی جائے کم ہے۔ کہ انہوں نے اس انقلاب میں اُنہیں مرہٹوں سے امداد لی جنکو سلطان عالمگیر نے ختم کر کے مغلیہ سلطنت کو محفوظ کیا تھا۔

کس قدر افسوس اور لعنت کا مقام ہے کہ آج اپنی ذاتی اور نفسانی غرض کے لئے حسین علی خاں دس ہزار مرہٹوں کی فوج کو موقعہ دے رہا ہے کہ وہ شاہجہان آباد کو تاراج کر کے سلطان عالمگیر کی فتوحات کا بدلہ لیں پھر صرف یہی نہیں بلکہ اس کو جو کے زمانہ میں دکن کے اُن علاقوں کے جو حسین علی خاں کے تحت میں تھے۔ اُنہیں کو حکمراں بنا گیا ہے۔ یعنی وہ تمام علاقہ جو سلطان عالمگیر نے اپنی ساری عمر صرف کر کے حاصل کیا تھا۔ نہایت آسانی سے مرہٹوں کے حوالے کر دیا ہے۔ کیا اس سے زیادہ کوئی غداری ہو سکتی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آج کہا جاتا ہے کہ مرہٹوں نے دہلی کو تاراج کر کے سلطنت مغلیہ کے وقار کو برباد کر دیا۔ مگر کس قدر ظلم ہے کہ مرہٹوں پر تو غیظ و غضب اور حسن علیخاں و عبداللہ خاں غداران وطن و غداران قوم کا نام تک نہیں آتا۔ (باقی آئندہ)

فقہیات

المختار للفتوٰی کے بجائے فتوٰی

رسالہ قائد کے اجرا کے وقت دو نادر الوجود کتابوں کی اشاعت کا اعلان کیا گیا تھا۔ المختار للفتویٰ اور اسبیجابی لیکن قلت گنجائش کے باعث اسبیجابی کی اشاعت کا تو اب تک موقعہ میسر ہی نہ آسکا۔ البتہ المختار للفتوی شائع کیا جا رہا ہے لیکن بعض قدردانان قائد کا اصرار ہے کہ رسالہ میں فتاوے کا سلسلہ بھی رہے۔ حتیٰ کہ افریقہ کے ایک بزرگ نے چند سوالات بھی بھیج دئے۔ اسی اصرار کی بنا پر گزشتہ اشاعت میں اعلان کردیا گیا تھا کہ آئندہ سے فتاوی کی اشاعت بھی ہوا کرے گی۔ لیکن اتفاق سے اس مرتبہ پچھلے دو مضمون اتنے طویل ہو گئے کہ رسالہ کے ۲۳ صفحات انہیں کی نذر ہو گئے۔ اس طوالت کے باعث تعلیمات قرآن۔ مسلم اقتصادیات۔ افسانہ۔ نظم اور نظام حکومت کے اغراض مقاصد کی قسطیں بھی شائع نہ ہوسکیں۔ اس کے ماسوا ایک دشواری یہ پیش آئی کہ "المختار للفتوی" کی اشاعت کی جاتی ہے۔ تو فتوے کے متعلق وعدہ غلط ہوتا ہے۔ مجبوراً المختار للفتویٰ کی اشاعت ملتوی کرنی پڑی۔ لیکن آئندہ سے انشاء اللہ رسالہ کا سابق نظم دوبارہ قایم کرتے ہوئے المختار للفتویٰ بھی شائع کیا جائے گا۔ اور فتاوے کے سلسلہ کے لئے بھی گنجائش نکالی جائے گی۔ (انشاء اللہ) (ادارہ)

سوالات

(از جناب رکن الدین صاحب ٹونا۔ پونا۔ جزیرہ ٹرینی داد (افریقہ)

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین مسائل ذیل میں:۔

(۱) کیا قرآن مجید میں ابتک کچھ آیات ناسخ اور کچھ آیات منسوخ موجود ہیں۔ اگر ہیں تو اگر کوئی شخص انکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

(۲) کیا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ناسخ اور منسوخ ہیں۔ اگر موجود ہیں تو منکر کا کیا حکم ہے۔

(۳) عورت کی میت کا جنازہ امام کہاں کھڑا ہوکر پڑھائے۔ آیا [میت / امام] [میت] امام میت کی کمر کے برابر کھڑا ہو یا میت کے سر کے باہر۔

(۴) مویشی کو گیابھن کرانے کی اجرت مقرر کرنا اور لینا از روئے شرع شریف جائز ہے یا نہیں۔

(۵) اگر کوئی سنی اور حنفی عالم۔ یہ کہے کہ میں نہ شافعی ہوں نہ حنبلی نہ مالکی۔ نہ حنفی نہ سنی نہ قادیانی۔ میں تو

مرغہ مسلمان ہوں یا اور اس کا مدار ان فرعی مسائل کے سبب ہو۔ تو آیا یہ قول فریب اور دھوکا مانا جائیگا یا نہیں۔ اور کیا اس قول پر یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے نزدیک حنفی، شافعی وغیرہ ہونا گناہ ہو۔ اور آیا اس قسم کا دعویٰ کرنا جائز ہے

(۶) کیا قرآن پاک اور احادیث کی رو سے مسئلہ شفاعت ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو پھر منکر شفاعت کا کیا حکم ہے

(۷) احناف کے نزدیک تراویح کی ۸ رکعت ہیں یا ۲۰ رکعت۔ یا دونوں کے متعلق اختیار کہ ۸ پڑھی جائیں یا بیس۔ اگر اختیار ہے تو پھر در مختار میں بیس رکعت کیوں لازم کی گئی ہیں

(۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق اگر یہ کہا جائے کہ قرآن پاک سے آپکی وفات ثابت ہوتی ہے یا آپ کے باپ کا ثبوت ملتا ہے تو کیا یہ قرآن شریف کے متعلق غلط بیانی نہیں۔ اور جبکہ قرآن شریف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور آپکے بے باپ بطن مریم سے پیدا ہونیکا ثبوت ملتا ہے تو منکر کا حکم کیا ہے۔

الجواب

سوالات بالا کے جوابات مختصر طور پر بھی دئے جا سکتے ہیں۔ مگر سائل کے لئے مختصر جواب تشفی بخش نہ ہوں گے۔ ورنہ وہ اپنے گرامی نامہ میں اس کی فرمائش نہ کرتے کہ جوابات رسالہ میں شائع کئے جائیں۔ لہٰذا جوابات میں کسی قدر تفصیل سے کام لینا پڑیگا۔ واللہ الموفق والمعین۔

ناسخ اور منسوخ کی بحث ایک اہم اور طویل بحث ہے۔ صحابہ کرام اور علمار ربانی نے اسکو تسلیم کیا ہے اور پھر اسکی مختلف صورتیں بیان فرمائی ہیں۔ (جنکو ہم انشاءاللہ آئندہ ذکر کریں گے) پھر تاریخ عالم کے حوادث اور قانون الٰہی "تِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ" کے نفاذ اور ظہور نے اس بحث کو بہت زیادہ اہم اور واجب الالتفات کر دیا ہے۔ اسی لئے جواب سے پیشتر انقلابات اور حوادث کی رفتار پر ایک سرسری نظر ڈالنی ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں جو طوالت ہو اگرچہ (انشاءاللہ) مفید ہی ہوگی مگر تاہم ناظرین کرام کو اگر ناگوار ہو تو ہم دست بستہ معافی چاہتے ہیں۔

اسلام اور عیسائیت کی جنگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہی شروع ہوگئی تھی۔ غزوہ موتہ جو ہجرت نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف صلوٰۃ) سے نویں سال واقع ہوا تھا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عزیز ترین بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور محبوب ترین خادم حضرت زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ شہید ہوئے تھے۔ اور پھر سیدنا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلامی علم کو سنبھال کر تین ہزار مسلمانوں کو ایک عیسائیوں کے نرغہ سے نکال کر سیف اللہ کا خطاب دربار رسالت سے حاصل کیا تھا۔

وہ اسلام اور عیسائیت کی پہلی جنگ تھی۔ جس کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور قیامت تک جاری رہیگا۔

اسلام کی ساڑھے تیرہ سو سالہ تاریخ میں ایک زمانہ وہ گزرا ہے جب کہ مسلمانوں نے عیسائیوں کو دھکیلتے دھکیلتے دنیا کے تنگ ترین گوشوں میں محصور کر دیا تھا۔ اور اندلس میں اسلامی تہذیب کا پرچم لہرا کر عیسائیوں کو تہذیب و تمدن کا درس دیا تھا۔ مگر پھر چھٹی صدی عیسوی سے اس دور کا آغاز ہوتا ہے کہ یہی اسلامی تہذیب و تمدن کے پروردہ یورپین عیسائی اپنے محسن استادوں کے مقابلہ پر آتے ہیں۔ اور شکر گزاری کے بجائے اپنے اساتذہ اور محسنین کے قلع قمع کا تہیہ کر لیتے ہیں۔

تلوار اور قوت کے ذریعہ سے مسلمانوں کو فنا کر دینا عیسائیوں کی طاقت میں نہ تھا۔ اُن کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ مسلمانوں کو خود اُن کے مقدس اسلام سے بدظن کر دیا جائے۔ تاکہ حمایت مذہب کا جذبہ اُن کے قلوب سے محو ہو جائے۔ اور خون شہادت سے رنگی ہوئی سرخ موت کا شوق جو مسلمانوں کو تمام دنیا پر فاتح بنائے ہوئے تھا وہ رفتہ رفتہ فنا ہو کر جُبن اور بزدلی سے بدل جائے۔

اس مقصد کے لئے ایک طرف انہوں نے پری جمال محشر بداماں حسینوں کو مسلمانوں کے آغوش تعیش کے حوالہ کر کے اُن کو دام فریب میں مبتلا کیا۔ اور اس صورت سے بسا اوقات انہوں نے بڑے بڑے اسلامی جرنیلوں کو غدار بنا دیا۔

تو اسی کے ساتھ ساتھ انہوں نے قسم قسم کے اعتراضات گڑھے۔ اور پوری قوت کے ساتھ ساتھ اسلام کو بدنام کرنے کا پروپاگنڈا شروع کر دیا۔ چنانچہ جہاد۔ طلاق۔ خلع۔ حجاب وغیرہ وغیرہ کو وحشت۔ بربریت بدتہذیبی اور عدم تمدن سے تعبیر کیا گیا۔ اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ ناسخ منسوخ کی بحث بھی تھی۔

اس سلسلہ میں گبن" کا کریہہ طرز بیان ملاحظہ ہو۔

مرضی الٰہی کے دائمی اور کامل اندازہ کے بجائے آیات قرآن محمدؐ کی سمجھ کے مطابق مرتب ہوتی تھیں ہر وحی ان کی حکمت عملی یا خواہش کے مناسب ہے اور آیتوں کا تناقض اس وسیع قول سے کہ کسی پہلی آیت میں کسی پچھلی آیت سے تبدیل یا ترمیم ہو گئی ہے رفع ہو گیا ہے[۵]۔ سر ولیم اپنی کتاب لائف آف محمد[۶] میں لکھتا ہے "اگرچہ تنسیخ کا آسان قاعدہ قرآن میں تسلیم کیا گیا ہے۔ مگر مسلمان اس اجتماع ضدین کی تطبیق کی حتی الامکان کوشش کرتے ہیں۔ تاہم مجبوری ان کو معترف ہونا پڑتا ہے کہ قرآن میں کم سے کم دو سو پچیس ۲۲۵ آیتیں منسوخ ہیں[۷] (باقی باقی)

۵ تاریخ گبن بحوالہ خطبات احمدیہ صفحہ ۱۶۷ ۶ خطبات احمدیہ صفحہ ۲۲۷

عکس ارشادات مبارکہ

سیدنا شیخ الاسلام مجاہد جلیل حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی دام ظلہم "سرپرست رسالہ قائد"

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں نے رسالہ قائد کے بعض بعض مضامین دیکھے میں پہلے ہی سے اسکے کارکنوں سے واقف ہوں سب کے سب ماشاء اللہ ماہرین علم و فضل اور صحیح الخیال اشخاص اور اہل کمال افراد ہیں۔ انہیں سے بہت سے حضرات نے خدمات ملیہ اور دینیہ میں عالی ہمتی کے ساتھ بہت سی قربانیاں بھی دی ہیں مجھکو قوی امید ہے کہ قوم مسلم اور تمام ہندوستانیوں کیلئے ان حضرات اور اس رسالہ کی رہنمائی نہایت اصلح اور بہت زیادہ مفید اور کارآمد ہوگی۔ میں تمام ہندوستانیوں اور بالخصوص مسلمانوں سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی ہمت افزائی کریں اور اسکی خدمت میں بیش از بیش حصہ لیکر اپنے فرائض سے سبکدوشی حاصل کریں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکو ہر قسم کی توفیق عمل اور توفیق اصلاح اور ہر قسم کی خرابیوں سے بچائے آمین۔ وباللہ التوفیق

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ

۱۶ ربیع الاول ۱۳۵

ترسیل رقوم کا پتہ

(مولوی حکیم) انظار احمد فیل خانہ۔ مراد آباد

(مولانا سید) محمد میاں پرنٹر و پبلشر نے شاہی برقی پریس میں چھپوا کر شائع کیا

مقاصد رسالہ

(الف) "سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بالخصوص اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک اور مستند حالات پیش کرکے مسلمانوں کی مذہبی سیاسی اور اقتصادی یعنی مالی صنعتی اور تجارتی اصلاح: (ب) تاریخ عالم اور اقوام دنیا کے عروج و زوال کے فلسفہ اور وجوہات پر بحث کرکے مسلمانوں میں جذبات ترقی و عروج پیدا کرنا"

(ج) عربی طلبہ میں عربی زبان کا مذاق پیدا کرنا۔

(د) ہندوستان و حجاز میں صحافتی رابطہ قائم کرنا"

علماء کرام اور طلبہ کو مژدہ!

عربی زبان میں مضمون نگاری کی ضرورت کا احساس عرصہ سے کیا جا رہا ہے۔ رسالہ قائد نے بنام خدا اس ضرورت کے پورا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ چنانچہ کم از کم دو ورق اس مقصد کے لئے خاص رہیں گے۔ جن میں عربی مضامین اور عربی اشعار ہوں گے حضرت علامۃ الحاج مولانا محمد اعزاز علی صاحب ادیب عرب حضرت مولینا عبد الحق صاحب مدنی مدیر جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد اس حصہ کی خصوصیت سے سرپرستی فرمائینگے

مستقل عنوانات

جن کے ماتحت مستند اور دلچسپ مضامین ہر رسالہ میں آتے رہیں گے

(۱) تعلیمات فرقان و احادیث

(۲) ترجمہ تفسیر ابن کثیر "

(۳) سیرت مقدسہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) تاریخ عالم"

(۵) سیرت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین"

(۶) سیرت اصحاب صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین"

(۷) تاریخ اسلام"

(۸) فقہیات یعنی دینی مسائل کے سلسلہ میں حضرت علامہ ابو الفضل مجد الدین عبد اللہ موصلی متوفی سنہ ۶۸۳ھ کی مشہور مگر نایاب اور قلمی کتاب "المختار للفتوی مع ترجمہ و حاشیہ"

(۹) نادر اور قلمی کتابوں کی اشاعت

(۱۰) سیاسیات مسلم"

(۱۱) اقتصادیات مسلم"

(۱۲) سیاسیات حاضرہ"

(۱۳) سیاسی روزنامچہ"

(۱۴) فلسفہ ایمان"

(۱۵) علمی اور اصلاحی افسانے

(۱۶) ادبیات،،

(۱۷) رنات العرب یعنی تازہ بتازہ عربی اشعار اور مضامین"

واللہ الموفق والمعین

تصدیق کے لئے نمونہ طلب فرمائیے!

(پتہ صاف تحریر فرمائیے)

محررہ دار الکتابت مراد آباد

Jalali Printing Works Moradabad